عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۲۷ | ۲۲ تا ۲۹ / رمضان ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ / ستمبر ۲۰۰۸ء | شمارہ: ۳۶

عید الفطر
خوشیوں اور مسرتوں کا دن

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

لیلۃ القدر اور نزولِ قرآن

مرزا کوزے میں بند

عمومی رپورٹ

سالانہ ردِ قادیانیت کورس چناب نگر

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

نمازِ عید کی نیت

س:.......نمازِ عید کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج:.......نمازِ عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نماز عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ واجب مع تکبیراتِ زائد کی نیت کرتا ہوں۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س:.......مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ ہر سال سعودی عرب میں عید ایک یا دو دن پہلے ہوتی ہے، اس لئے آپ مہربانی فرماکر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج:.......جس ملک میں جس دن عید ہوگی، اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا، وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نمازِ فجر بھی فرض ہوگی۔

بیرون ملک سے آنے والا عید کب کرے؟

س:.......میں بیرون ملک سے واپس پاکستان آیا۔ اس ملک میں روزہ پاکستان سے پہلے رکھا گیا تھا، اب جبکہ پاکستان میں ابھی روزے باقی ہوں گے تو میرے ۳۰ روزے ہوجائیں گے، اب میں اس ملک کے مطابق عید کروں گا؟ جہاں سے آیا ہوں یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ میں نے بیرون ملک کے مطابق روزہ رکھا، جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہوں یا کہ نہیں؟ وہ روزے جو زیادہ ہوجائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج:.......عید تو آپ جس ملک میں موجود ہوں، اسی کے مطابق کریں، مگر چونکہ آپ کے روزے پورے ہوچکے ہیں، اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے وہ نفلی شمار ہوں گے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہوجائے تو کیا کرے؟

س:...... اگر عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہوجائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج:.......اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہاء نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

س:.......عید کی نماز میں اگر امام نے بھول کر چھ تکبیروں سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں، اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج:.......نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہوسکے کہ سجدہ سہو ہورہا ہے، اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

نمازِ عید پر خطبہ، دعا اور معانقہ:

س:.......اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہوجائے گی؟ اگر ہوجائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:.......عید کا خطبہ سنت ہے۔ اس لئے عید خلافِ سنت ہوئی۔

س:.......عید کی نماز میں خطبہ پڑھنے کا صحیح وقت کون سا ہے؟ اس طرح دعا عید کی نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

ج:.......عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد، دونوں کی گنجائش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں۔

عید کی نماز کی جماعت سے محروم رہ جانے والا شخص کیا کرے؟

س:.......اگر کوئی عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو کیا وہ شخص گھر میں یہ نماز ادا کرسکتا ہے؟ یا اس نماز کے بدلے میں کسی شخص کو کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے؟

ج:.......عید کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے، صرف استغفار کیا جائے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۷ ۲۳ تا ۲۹/رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/ستمبر ۲۰۰۸ء شمارہ: ۳۶

اس شمارے میں!

سلوک ربانی کا مہینہ	۵	اداریہ
لیلۃ القدر اور نزول قرآن	۸	مولانا ابوالکلام آزادؒ
عید الفطر… خوشیوں اور مسرتوں کا دن	۱۲	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
صدقۂ فطر	۱۴	مفتی محمد زکریا
انعام کی رات اور انعام کا دن	۱۵	انجم واصف
ہم عید الفطر کیوں مناتے ہیں؟	۱۷	مولانا محمد حسن
مرزا کوزے میں بند	۱۹	اشتیاق احمد
سالانہ رد قادیانیت کورس چناب نگر، عمومی رپورٹ	۲۱	مولانا اللہ وسایا
ہماری بے بسی آخر کب ختم ہوگی؟	۲۳	ابو عاصم
مکتوب شکر پار کر	۲۵	قاری احمد علی ورس

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

کمپوزنگ
محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

چنانچہ ارشاد ہے:

ترجمہ:… ”اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں، تو نہ کہہ ان کو ”ہوں“ اور نہ جھڑک ان کو، اور کہہ ان سے بات ادب کی، اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر نیازمندی سے، اور کہہ: اے رَبّ! ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا۔“

(بنی اسرائیل:۲۳، ۲۴، از ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اس حدیث پاک میں اولاد کو تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ خواہ وہ والدین کی کیسی ہی خدمت و اطاعت کریں، مگر والدین کا حق اتنا زیادہ ہے کہ وہ اس کے ادا کرنے سے قاصر ہے۔ البتہ اگر کسی کا باپ غلام ہو اور بیٹا اسے خرید کر آزاد کردے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اپنے والد کا حق ادا کردیا ہے۔

مسئلہ:… اگر باپ کسی کا غلام تھا اور بیٹے نے اسے خرید لیا تو خریدتے ہی خود بخود آزاد ہوجائے گا، اسی طرح اگر بیٹا غلام تھا اور باپ نے اسے خرید لیا تو وہ بھی خریدنے کے ساتھ ہی خود بخود آزاد ہوجائے گا، یہی حکم تمام محرم رشتہ داروں کا ہے۔

قطع رحمی کا وبال

”حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں: میں اللہ ہوں! میں رحمن ہوں! میں نے رحم کو پیدا کیا ہے، اور میں نے اپنے نام سے اس کا نام نکالا ہے، پس جس نے اس کو ملایا میں اس کو ملاؤں گا! اور جس نے اس کو کاٹا میں اس کو کاٹ ڈالوں گا!“ (ترمذی ج:۲ ص:۱۳)

”رحم“ رشتے ناطے کو کہتے ہیں، اور عربی اشتقاق کے لحاظ سے ”رحمن“ اور ”رحم“ کا مادّہ (یعنی حروف اصلیہ) ایک ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ: ”میں نے رحم کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔“ رشتے کو ملانے سے مراد ہے رشتہ داری کے حقوق ادا کرنا، اور رشتہ کاٹنے سے مراد ہے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرلینا، پس اس حدیث پاک کے مطابق جو شخص رشتہ داروں سے رشتہ جوڑتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے، وہ رحمتِ خداوندی کا مستحق ہے، اور جو شخص قطع رحمی کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اسے اپنی رحمت سے کاٹ دیتے ہیں۔

صلہ رحمی کا بیان

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو (احسان کا) بدلہ اُتارے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ رشتہ جوڑے۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۱۳)

مطلب یہ کہ جو شخص رشتہ داروں کے حسنِ سلوک کا بدلہ اُتارے وہ صلہ رحمی میں کامل نہیں، بلکہ صلہ رحمی میں کامل وہ شخص ہے کہ اگر رشتہ دار اس سے قطع تعلق کریں اور اس کے حقوقِ رشتہ داری کا پاس نہ کریں، یہ اس وقت بھی ان کے حقوق بجالائے اور ان کی قطع رحمی کا جواب قطع رحمی کے ساتھ نہ دے۔

قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۱۳)

قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے، اگر کوئی شخص قطع رحمی کو حلال سمجھ کر قطع رحمی کرتا ہے وہ تو مسلمان ہی نہیں، اور جو شخص اس کو گناہ سمجھتا ہے اس کے باوجود اس کا مرتکب ہے وہ گناہگار ہے، پہلی صورت میں (جبکہ قطع رحمی کو حلال جانتا ہو) جنت سے یکسر محروم رہے گا، اور دُوسری صورت میں (جبکہ اس کو گناہ سمجھتا ہو) اوّل وہلہ میں جنت میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ اپنے گناہ کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا۔ تمام کبیرہ گناہوں کا یہی حکم ہے، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے کسی کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیں۔

اولاد کی محبت

”حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر سے باہر) تشریف لائے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی (حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا) کے دو صاحبزادوں میں سے ایک کو گود میں اُٹھائے ہوئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ: بے شک تم بخل پر، بزدلی پر اور جہل پر آمادہ کرتے ہو، اور بے شک تم اللہ تعالیٰ کے پھولوں میں سے ہو۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۱۳)

مطلب یہ کہ آدمی اپنی اولاد کے خیال سے کبھی بخل کرتا ہے، کبھی جہاد پر جانے سے ہچکچاتا ہے، اور کبھی علم کی مجالس میں حاضر ہونے میں کوتاہی کرتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ: ”تم اللہ کے پھول ہو“ یہ بطور تشبیہ کے فرمایا، یعنی جس طرح پھول خوشنما معلوم ہوتے ہیں، ان کو سونگھا جاتا ہے اور طبیعت کو ان کی طرف کشش ہوتی ہے، اسی طرح بچے بھی بھلے معلوم ہوتے ہیں اور ان کو سونگھا اور چوما جاتا ہے۔

اداریہ

سلوکِ ربانی کا مہینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

رمضان المبارک اہلِ ایمان کی اصلاح وترتیب، تطہیر وتزکیہ اور تحصیل تقویٰ کا کامل ومکمل نصاب ہے جو خالق فطرت نے ہمارے لئے تجویز فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی: ''**لعلکم تتقون**'' میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

''اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ، چند روز ہیں گنتی کے۔''

(البقرہ:۱۸۳،۱۸۴ از ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

ماہِ مبارک اصلاح وتربیت کے لئے ریاضت ومجاہدہ اور سلوک ربانی کا مہینہ ہے، اور یہ ریاضت ومجاہدہ اسی صورت میں موثر اور مثمر برکات ہو سکتا ہے جب کہ اس ماہِ مبارک کے حقوق صحیح طور پر ادا کئے جائیں اور اس کے بابرکت اور قیمتی اوقات کو ضائع ہونے سے بچایا جائے، اس لئے ضروری ہے کہ عزم وہمت کے ساتھ اس ماہِ مبارک میں چند امور کا اہتمام کیا جائے۔

اول: حصول تقویٰ (جس کو صوم رمضان کی غایت قرار دیا گیا ہے) کے لئے اولین بنیاد یہ ہے کہ آدمی پکی توبہ کرے، اپنے تمام جرائم پر شرمندہ وشرمسار ہو اور ندامت کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ صمدیت میں معافی مانگے، گناہوں کو زہر سمجھتے ہوئے آئندہ ان سے بچنے کا عہد کرے اور حقوق اللہ وحقوق العباد میں جو کوتاہیاں اس سے سرزد ہوئی ہیں، ان کی تلافی کرے، بغیر پکی توبہ کے نہ اخلاص وتقویٰ نصیب ہو سکتا ہے اور نہ ماہِ مبارک کے انوار سے صحیح طور پر استفادہ ہو سکتا ہے۔

دوم: پکی توبہ کے بعد پورے ماہِ مبارک میں ظاہر وباطن اور قلب وقالب کے تمام گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے، بالخصوص آدمی کے وہ اعضاء جو گناہوں کا منبع ومصدر ہیں، ان کی بطور خاص حفاظت کی جائے، مثلاً آنکھ، کان، زبان اور دیگر اعضاء وجوارح پر ماہِ مبارک میں پابندی عائد کرے، آنکھ سے کسی ناجائز اور مکروہ چیز کو نہ دیکھے، کان سے کسی ناجائز آواز کو نہ سنے، زبان سے کوئی ناجائز لفظ نہ نکالے، ہاتھ وپاؤں کو ناجائز حرکت نہ دے، پیٹ کو حرام اور ناجائز کے ساتھ آلودہ نہ کرے، اگر ماہِ مبارک کی اس مختصری مدت میں گناہوں کو چھوڑنے کا اور اعضاء کی حفاظت کا اہتمام کر لیا جائے تو ان شاء اللہ نہ صرف تقویٰ کے انوار سے

قلب منور ہوگا، بلکہ رمضان مبارک کی ''چلہ کشی'' کی بدولت پورا سال گناہوں سے بچنے میں سہولت میسر آئے گی۔ الغرض ماہ مبارک میں اپنے نفس پر مکمل پابندی عائد کرنا اور پورے ماہ مبارک کو اس ریاضت و مجاہدہ سے گزارنا حصول تقویٰ کی شرط ہے، اگر دن کو روزہ رکھا اور رات کو تراویح پڑھی لیکن گناہوں سے بچنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا اور اپنے اعضاء و جوارح پر پابندی عائد نہیں کی تو قلب بدستور لذت گناہ سے آشنا رہے گا اور نماز و روزہ کے آثار و انوار سے بے بہرہ رہے گا۔

حدیث شریف میں ہے:

''جس شخص نے غلط گوئی اور غلط کاری کو نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'' (مشکوٰۃ ص:۱۷۶)

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

'' کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جن کو بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور کتنے ہی شب بیدار ایسے ہیں جن کو رت جگے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔'' (مشکوٰۃ ص:۱۷۷)

سوم: رمضان المبارک میں روزہ کی عبادت کے ساتھ تراویح کی عبادت کا اضافہ کر دیا گیا ہے، یہ بھی اس نصاب تربیت کا ایک ضروری حصہ ہے جو اس ماہ مبارک میں تجویز کیا گیا ہے، اس لئے اس امر کا پورا اہتمام کیا جائے کہ فرض نمازوں کو با جماعت ادا کیا جائے۔ ماہ مبارک میں کسی مسلمان کی ایک تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہونے پائے اور تراویح کی نماز میں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ قرآن کریم سننے کا اہتمام کیا جائے، بہت سی مساجد میں قرآن کریم سنانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بہت سی جگہ تراویح کی نماز ''بلا ٹالنے'' کے انداز میں ادا کی جاتی ہے کہ قرآن کریم اس تیزی سے پڑھا جاتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ میں تعدیل ارکان نہیں کی جاتی، یہ تمام امور نہایت لائق افسوس اور ماہ مبارک کی عظمت کے منافی ہیں۔

چہارم: شب خیزی اور تہجد...... بعض اہل علم کے قول کے مطابق سنت موکدہ ہے، اگر اپنی اصلاح و تربیت کے ارادہ سے ماہ مبارک ہی ٹھیک سے گزار لیا جائے تو آدمی بڑی آسانی سے تہجد کا بھی عادی ہو سکتا ہے، اس لئے اس امر کا بھی اہتمام کیا جائے کہ اس مبارک مہینے میں تہجد کی نماز قضا نہ ہو۔

پنجم: قرآن کریم کی تلاوت نور علیٰ نور ہے، دیکھا گیا ہے کہ رمضان مبارک میں بہت سے ایسے لوگوں کو بھی تلاوت کی توفیق ہو جاتی ہے جن کو پورا سال قرآن کریم کھولنے کی توفیق نہیں ہوتی، اپنے نفس کو اس ماہ مبارک میں تلاوت قرآن کا بھی عادی بنانا چاہئے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق تلاوت کی ایک خاص مقدار بطور وظیفہ مقرر کر لی جائے اور اپنے نفس کو اس وظیفے کے پورا کرنے کا پابند بنایا جائے، اگر اس مبارک مہینے میں قرآن کریم کے ساتھ مناسبت پیدا ہو گئی تو ان شاء اللہ غیر رمضان میں بھی تلاوت کی عادت بن جائے گی۔

ششم: رمضان المبارک کی ایک خاص عبادت آخری عشرہ کا اعتکاف ہے اور یہ درحقیقت اس نصاب سلوک کی تکمیل ہے جو ماہ مبارک میں تجویز کیا گیا ہے، اس لئے آخری عشرہ کا اعتکاف نہیں چھوڑنا چاہئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمہ ہے، اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اعتکاف کے شرائط و آداب کا پورا لحاظ رکھا جائے اور مسجد کو ''خانہ خدا'' سمجھ کر اس کی عظمت دل میں نقش کی جائے، اعتکاف مسنون کے علاوہ کوشش کی جائے کہ ماہ مبارک کے زیادہ سے زیادہ اوقات مسجد میں گزریں اور جب بھی آدمی مسجد میں جائے اعتکاف کی نیت کر لے۔

یہ چند امور ہیں جن کا لحاظ رکھنا رمضان مبارک کی برکات سے مستفید ہونے کا ذریعہ ہوگا، اب رمضان کی مبارک ساعتوں کے گنتی کے چند روز باقی ہیں، اب تک کی کمی کوتاہی کا ازالہ کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ مختصر یہ کہ ماہ مبارک میں طاعات و عبادات کے لئے کمر ہمت چست باندھ لی جائے اور نہ صرف حرام و مکروہ چیزوں سے بلکہ تمام لغویات و فضولیات سے بچتے رہنے کا عزم کر لیا جائے۔ واللہ الموفق لکل خیر و سعادۃ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ اجمعین

مولانا ابوالکلام آزاد

لیلۃ القدر اور نزولِ قرآن

دنیا ایک تماشا گاہ حوادث ہے جس کے مناظر دم بدم متغیر ہوتے رہتے ہیں، اس کا نقاب جسم و صورت ایک جلوۂ تیرنگی و بوقلمونی ہے جو حوادث و انقلابات عالم کے ہاتھوں ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، یہ تغیر عام ہے اور تجدد و تبدل کے قانون سے کائنات کی کوئی شے خالی نہیں، جس طرح انسان کی عظیم الشان آبادیوں اور بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں میں انقلابات و تبدلات ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح ان غیر مرئی ذروں میں ایک محشر تغیر اور رست خیز تجدد بپا ہے جس سے جسم کائنات کے اجزاء طبعیہ ترکیب پاتے ہیں اور جو اس قدر چھوٹے ہیں کہ انہیں انسان کی چشم غیر مسلح نہیں دیکھ سکتی۔

ان انقلابات کا ایک بڑا نمونہ مظاہر فطرت کا نمود اور کائنات ہستی کے تغیرات طبعیہ ہیں جو آغاز تکوین سے جاری ہیں اور جنہوں نے نہیں معلوم کتنی مرتبہ کرۂ ارضی کا نقشہ بدل دیا ہے؟ مثلاً وہ حوادث طبعیہ جن کی وجہ سے دریا خشک ہو گئے، زمین کے بڑے بڑے رقبے سمندر میں مل کر فنا ہو گئے، دریاؤں نے اپنا رخ بدل دیا اور اپنی روانی کی جگہ خشکی کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑ دیے۔ بحر اٹلانٹک میں کبھی بے شمار جزیرے تھے، آج سب سے بڑی دریائی موجیں اسی میں اٹھتی ہیں، بحر عرب اور قلزم کے درمیان بہت بڑا حصۂ ارضی حائل تھا، مگر چند قرون حوادث بحریہ کے بعد اتنا کم رہ گیا کہ با آسانی ملا دیا گیا، یا مثلاً! وہ انقلابات جو آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے آئے اور دور دور تک انہوں نے زمین کی سطح بدل دی یا وہ ہولناک زلزلے جنہوں نے ایک پوری اقلیم کو تہہ و بالا کر دیا اور خشکی کے نشیب میں بالائی سطح کے دریا امنڈ آئے، اسی طرح وہ انقلابات ارضیہ جو علم طبقات الارض کے موثرات طبعیہ سے ہمیشہ آتے رہتے ہیں اور جن کی وجہ سے دریاؤں کے رخ بدلتے، خشکیوں کے قطعات غرق ہوتے اور آبادی کی جگہ ویرانی اور زندگی کی جگہ موت طاری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح تماشا گاہ ہستی کا ایک بہت بڑا منظر وہ تغیرات بھی ہیں جن کے طوفان ملکوں اور قوموں کے اندر اٹھتے ہیں اور بڑی بڑی آبادیوں کو تہہ و بالا کر دیتے ہیں حتیٰ کہ آبادیوں کی جگہ ویرانیوں سے مبدل ہو جاتی ہے، صحراؤں کی جگہ شہر بس جاتے ہیں، زندگی کی رونق پر موت کا سناٹا چھا جاتا ہے اور انسانی عیش و نشاط کے بڑے بڑے محل مدفن قبور و مقبرۂ اموات و خرابۂ سلب و نہب ہو کر نابود و مفقود ہو جاتے ہیں۔

"اور کتنی ہی آبادیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا، حالانکہ اسباب حیات و معیشت سے وہ مالا مال تھیں یہ بربادی کے خرابے اور تباہی کے کھنڈر انہی لوگوں کے گھر ہیں جو پھر آباد نہ ہو سکے اور آخر کار ان کے مال و متاع کے ہم ہی وارث ہوئے۔"

سکندر اعظم نے ایران کو جلا کر تباہ کر دیا، ایرانیوں نے بابل کی اینٹیں بجا دیں، بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کر کے بنی اسرائیل کو کئی قرنوں تک مقید رکھا، رومیوں نے ایشیا اور افریقہ کی آبادیاں بارہا غارت کیں، تاتاریوں کے اولین ظہور نے رومۃ الکبریٰ کی تاریخ ختم کر دی تھی اور جرمنی کے وحشیوں نے تمدن قدیم کا نقشہ بدل دیا تھا۔

لیکن یہ تمام انقلابات عالم جسم و ظاہر کے تغیرات ہیں جو صرف دریاؤں اور خشکیوں کو، آبادیوں اور صحراؤں کو، پہاڑوں اور جنگلوں کو، انسانوں کے بسائے ہوئے شہروں اور ان کے مکانوں کی اینٹوں اور پتھروں کو بدل دیتے ہیں اور ان کے اندر سلطان تغیر و تقلب کی قوت اس سے زیادہ طاقتور نہیں ہوتی۔

لیکن ان انقلابات سے بھی بالاتر ایک عالم تغیر و تبدل ہے جس کے انقلابات کی حکومت صرف مادے کی نمود اور جسم کی صورت ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس سے آگے تک نکل گئی ہے، پہلے قسم کے انقلابات مٹی کے ذروں، اینٹ پتھر کے مکانوں اور انسانوں کے جسم اور صورتوں کو بدل دیتے ہیں، پر یہ انقلابات روحوں اور دلوں کی کائنات کو منقلب کر ڈالتے ہیں اس عالم کے بحر ذخار کے طوفان دنیا کے طوفانوں کی طرح نہیں ہیں جو سمندروں میں اٹھتے ہیں اور کناروں سے ٹکرا کر رہ جاتے ہیں بلکہ اس کی موجوں کا منبع آسمان کے اوپر ہے جہاں سے وہ جوش کھاتی ہوئی ابلتی ہیں اور کرۂ ارضی کی سطح پر گرتی ہیں۔

اس کے اندر جب زلزلے اٹھتے ہیں تو صرف زمین کے محدود رقبوں ہی کو جنبش نہیں دیتے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پورے کرۂ ارضی کو ہلا دیتے ہیں کیونکہ

ان کی پیدا کی ہوئی جنبش نظام اعتقاد وعمل کے اندر حرکت پیدا کر دیتی ہے، اس کے آتش فشاں پہاڑوں کی آتش فشانی صرف پتھروں کے اڑانے ہی میں صرف نہیں ہو جاتی، بلکہ جب اس کے پہاڑ پھٹتے ہیں تو انسانی اعتقادات واعمال کی بڑی بڑی اقلیموں کو اڑا کر نابود کر دیتے ہیں پہلے قسم کے انقلابات شہروں کو ویران کرتے ہیں، پر یہ انقلاب وہ ہیں جو دلوں کی اجڑی ہوئی بستیوں کو آباد کر دیتے ہیں، ان کی فتح وتسخیر جسم وزمین کی ہوتی ہے مگر ان کا احاطہ قلب ومعنی کا ہوتا ہے، وہ زمین کی تبدیلیاں ہیں جو زمین والے انجام دیتے ہیں، مگر یہ آسمانی تبدیلی ہے جسے ارواح سماویہ کا نزول اور درود پورا کرتا ہے وہ ویرانی اور موت لاتے ہیں مگر یہ آبادی اور زندگی کی بشارت دیتے ہیں، وہ جسموں کو بدلتے ہیں جو فانی ہیں مگر یہ روحوں کو بدل دیتے ہیں جو دائمی زندگی پاتی ہیں، ان کی شہر یار زمین کے رقبوں اور انسانوں کے جسموں کو مسخر کرتا ہے تاکہ اپنی بادشاہت کا تخت بچھائے، پر اس اقلیم کا فاتح جب اٹھتا ہے تو زمین کی جگہ آسمان کی برکتوں اور انسانوں کے جسموں کی جگہ ان کی روحوں کی فتح کرتا ہے، تاکہ خدا کے تخت جلال وکبریائی کا اعلان کر دے۔

فی الحقیقت یہی تغیرات دنیا کے اصلی انقلابات ہیں جن سے کائنات انسانیت کا نقشہ حیات وممات بنتا اور بدلتا رہتا ہے اور جن کی بدولت دنیا کی سعادت وہدایت کا قیام اور عالم انسانیت کی ابدیت روحانی وامنیت قلبی کو بقا ہے ان روحانی انقلابات کے آگے مادی انقلابات بالکل ہیچ ہیں اور ان کے سلطان تجدد وتبدل کی دائمی وعالمگیر طاقت کے آگے زمینوں اور مکانوں کے انقلابات کچھ حقیقت نہیں رکھتے، ان کی ہستی اس سے زیادہ نہیں ہے کہ زمین کے چند رقبوں کو بدل دیں، یا چند لاکھ انسانوں کو نابود کر دیں لیکن یہ انقلابات کروڑوں انسانوں کے ان اعتقادات واعمال کو بدل دیتے ہیں جو صدیوں سے ان کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں اور ان عالمگیر گمراہیوں اور تاریکیوں کو نابود کر دیتے ہیں جو تمام سطح ارضی پر چھائی ہوئی ہوتی ہیں، دریاؤں کو خشک کر دینا آسان ہے اور زمین کو سمندر بنا دینا مشکل نہیں، پر کروڑوں روحوں اور دلوں کو بدل دینا بہت مشکل ہے، جس کی قوت مادہ کی طاقتوں کو نہیں دی گئی۔

سکندر اعظم نے نصف دنیا فتح کر لی، لیکن دلوں کی اجڑی ہوئی بستی نہ بسا سکے، بخت نصر اتنا طاقتور تھا کہ ایک پوری قوم کو اس نے قید کر لیا اور ستر برس تک غلام بنائے رکھا لیکن بایں ہمہ وہ ان میں سے ایک دل کو بھی اپنا غلام نہ بنا سکا، ایرانیوں نے بابل کے لاکھوں انسانوں کو قتل کر دیا، لیکن وہ ایک روح کی گمراہی کو بھی قتل نہ کر سکے، بلاشبہ دنیا میں بڑے بڑے مادی انقلابات گزر چکے ہیں، جنہوں نے عجب نہیں کہ درمیان کی زمینیں کاٹ کے سمندروں کو باہم ملا دیا ہو، لیکن کسی کی طاقت یہ نہ کر سکی کہ ایک انسان کو بھی اس کے خدا سے ملا دے، حالانکہ وہ اس سے دور نہیں۔ پس مادی طاقتوں کی تبدیلیاں کتنی ہی مہیب اور ہولناک ہوں مگر وہ عظمت وجلال نہیں پاسکتیں جو روحانی انقلابات کے ایک چھوٹے سے چھوٹے ظہور کو بھی حاصل ہے، سکندر اعظم کو تم دنیا کا سب سے بڑا فاتح کہتے ہو لیکن بتلاؤ اس نے اپنی تمام عمر میں بدیوں کے کتنے لشکروں کو شکست دی اور ضلالتوں کے کتنے بت توڑے؟

اسی کا نتیجہ ہے کہ انقلابات وتغیرات کے ''تنازع للبقا'' میں ان انقلابوں کے تذکرے کو رفعت اور زندگی دوام نہیں ملتی جو صرف کائنات کی صورت کو بدلنا چاہتے ہیں، پر وہ جو اس کی روح ومعنی کو بدلتے ہیں ایک ایسی حیات قائم ودائم اور ہستی عام وغیر محدود لے کر آتے ہیں کہ نہ تو وقت کا امتداد وبعد ان کی یاد کو فنا کر سکتا ہے اور نہ حوادث وتغیرات کا ہاتھ ان کے ذکر کو مٹا سکتا ہے صدیوں پر صدیاں گزر جاتی ہیں مگر ان کا ذکر دنیا کو ایسا ہی یاد ہوتا ہے جیسا کہ ان کے ظہور کے پہلے دن تھا۔

وہ اپنی یاد اور تذکار کو آئندہ باقی رکھنے کے لئے جمعیت بشری کے سپرد کر دیتے ہیں جو نسلاً بعد نسل اس مقدس امانت کی حفاظت کرتی رہتی ہے اور کروڑوں انسان اپنے تئیں اس کی یاد کا پیکر وتمثال بنا لیتے ہیں، پس جو وقت کہ ایک کی جگہ کروڑوں میں ہو اور جس امانت کے حامل ومحافظ اوقات وایام نہیں بلکہ ارواح وقلوب ہوں، اس کو کون مٹا سکتا ہے اور وہ کب نابود ہو سکتی ہے۔

سکندر کا نام تاریخ کے کہنہ صفحوں کے باہر کتنوں کو یاد ہے، روما کے فاتح اعظم کو آج کون ہے جو عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی یاد کر لیتا ہو؟ شہروں کے بسانے والے، ملکوں کو فتح کرنے والے، دریاؤں کو کاٹنے والے اور پہاڑوں میں سے راہ نکالنے والے اپنے اپنے وقتوں میں بڑے ہی طاقتور ہوں گے جنہوں نے ایسے ایسے عظیم الشان انقلابی کام کئے تھے بایں ہمہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ہی ان کا وجود اور ان کے انقلابات کا ذکر بھی فنا ہو گیا اور دنیا نے انہیں یاد رکھنے کی ذرا بھی پرواہ نہ کی، حتی کہ وہ آج مٹ جانے والی قبروں اور نابود ہو جانے والے نشانوں کی طرح گم نام ہیں اور کسی کو اتنا بھی یاد نہیں کہ وہ کب تھے؟ کہاں تھے؟ اور انہوں نے دنیا میں کیا کیا انقلابات کئے؟

ایسا ہی ایک انقلاب روحانی تھا جو اب سے ٹھیک تیرہ سو برس پہلے دنیا میں ہوا، جب کہ دنیا تغیر کے لئے بے قرار اور تبدیلی کے لئے تشنہ تھی اور جب کہ کوئی نہ تھا جو اس کی پیاس کو بجھائے اور اس کے لئے مضطرب ہو، وہ سمندروں کی طغیانی نہ تھی، جو زمین

کی بستیوں پر چڑھ آتے ہیں بلکہ سرچشمہ ہدایت و فیضان الٰہی کا ایک سرجوش آسمانی تھا جو برسات کے پانی کی طرح زمین پر برسا، تاکہ اسے سیراب کردے وہ زمین کی سطح کو ہلانے والا بھونچال نہ تھا جس سے ڈر کر انسان روتا ہے اور پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر چیختے نکلتے ہیں، بلکہ عالم روح و معنی کا ایک آسمانی زلزلہ تھا جس کی جنبش نے دلوں کو غفلت سے بیدار کیا اور بے قرار روحوں کو امن اور راحت بخشی تاکہ وہ سونے کی جگہ بیدار ہوں اور رونے کی جگہ خوشیاں منائیں، وہ انسانوں کی درندگی نہ تھی جو اپنے ابنائے جنس کو سانپوں کی طرح ڈستی اور بھیڑیوں کی طرح چیرتی پھاڑتی ہے بلکہ خدا کی محبت اور فرشتوں کی برکت کا ایک الٰہی ظہور تھا جو نسل آدم کے بچھڑے ہوئے گھرانوں کو یکجا کرتا اور زمین کو اس کی چھنی ہوئی امنیت اور سعادت واپس دلاتا تھا۔

''تمہارے پاس تم ہی میں سے
ایک رسول الٰہی آیا جس پر تمہاری تکلیف
بہت شاق گزرتی ہے اور تمہاری اصلاح کی
اسے بڑی ہی تمنا ہے، مسلمانوں پر نہایت
شفیق اور بے حد مہربان ہے۔''

یہ انقلاب جس نے دنیا کے لیالی و ایام ہدایت کی تقویم بدل دی، فی الحقیقت ایک مقدس ذات تھی جو وادی بطحا کے کنارے جبل بوقبیس کے ایک تنگ و تاریک غار کے اندر نمودار ہوئی اور اس شبستان لاہوتی کے اندر مشرق ربوبیت اعلیٰ سے آفتاب کلام اللہ طلوع ہوا۔

''اے لوگو! تمہارے پروردگار کی
طرف سے تمہارے پاس برہان مقدس بھیجی
گئی اور ہم نے تمہاری طرف ایک نہایت
روشن اور کھلا نور نازل کیا۔''

دنیا پر چھ صدیاں ضلالت کے سناٹے اور کفر کی خاموشی گزر چکی تھیں، لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ سینا کے بیابان کا خداوند اور کوہ زیتون کی روح القدس پھر گویا ہوا اور ایام اللہ کا ایک نیا موسم بہار پھر آئے، پس ایسا ہوا کہ فضائے وحی الٰہی کے افق مبین پر پُرنور روشنی کی بدلیاں چھا گئیں، فیضان الٰہیہ کے بحور وانہار جوش میں آ گئے، ملائے اعلیٰ اور قدسیان عالم بالا میں ہل چل مچ گئی، مدبرات روحانیہ اور ملائکہ سماویہ کو حکم ہوا کہ زمین کی طرف متوجہ ہو جائیں، کیونکہ اب وہ آسمانوں میں مقہور و مخذول نہیں رہی، آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کر دیئے تھے، یکایک کھل گئے، خزائن فیضان و برکات سماویہ جن کی بخشش کا سلسلہ رک گیا تھا، پھر مساکین ہدایت و سائلین رحمت کے منتظر ہو گئے، خداوند سینا اپنے دس ہزار قدسیوں کو ساتھ لے کر فاران پر نمودار ہوا تاکہ آتشین شریعت کو ہویدا کرے اور کوہ سعیر کی روح القدس فارقلیط اعظم کی ہیکل میں متشکل ہوئی تاکہ اس کو بھیج دے جو ناصرہ کے نبی کے آئے بغیر نہیں جا سکتا تھا:

''ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں
اتارا اور تم سمجھے کہ لیلۃ القدر کیا شے ہے؟
لیلۃ القدر ایک عہد رحمت و دور برکت ہے جو
ہزار مہینوں سے افضل ہے، ملائکہ سماوی و
روح الٰہی کا اس میں ہر طرف سے نزول
ہوتا ہے، سلام اس پر یہاں تک کہ صبح طلوع
ہو جائے۔''

وہ آتش فشاں پہاڑوں کا پھٹنا نہ تھا جن کی چوٹیوں سے آگ ابلتی اور ہلاکت و موت بن کر اجسام حیوانیہ پر برستی ہے بلکہ وہ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہونے والا ابر رحمت ہے جو انسانیت کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز کرنے اور کائنات ارضی کی تشنگی سعادت کو سیراب کرنے کے لئے امنڈا تھا، تاکہ جس طرح یروشلم کے مرغزاروں کو ہدایت کی بہشت بنایا گیا تھا اسی طرح عرب کی ریتلی اور بنجر زمین کو بھی شگفتہ و شاداب کر دے۔

''پس رحمت الٰہی کی نشانیوں کو دیکھو
کہ کس طرح وہ موت کے بعد زمین کو
حیات بخشتا ہے بے شک وہ مردوں کو زندہ
کرنے والا ہے اور وہ ہر بات پر قادر
ہے۔''

یہ قرآن حکیم اور فرقان مبین کا نزول تھا جس نے قلب محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مہبط و مورد بنایا جب کہ وہ غار حرا کے اندر بھوکا، پیاسا، تمام مادیات عالم سے کنارہ کش ہو کر اپنے پروردگار کے حضور میں سربسجود تھا۔

''بے شک وہ پروردگار عالم کا اتارا
ہوا کلام ہے، روح الامین نے تیرے قلب
پر نازل کیا تاکہ تو ضلالت و فساد کے نتائج
سے دنیا کو ڈرانے والوں میں سے ہو اور
سعادت و فلاح کی طرف دعوت دے یہ
کلام نہایت کھلی ہوئی اور واضح زبان عربی
میں نازل ہوا، اور پچھلی کتابوں میں اس کی
خبر دی جا چکی تھی۔''

وہ غذائے آسمانی کی طلب میں زمین کی پیداوار سے کنارہ کش ہو کر بھوکا پیاسا تھا، پس خداوند نے اس کی بھوک کو دنیا کی سیرابی کے لئے قبول کر لیا، وہ انسانیت کی غفلت و سرشاری کے دور کرنے کے لئے راتوں کو اٹھ اٹھ کر جاگتا تھا، پس اللہ نے اس کی بے خواب آنکھوں کو اپنے نظارۂ جمال سے ٹھنڈک بخشی اور تمام عالم کے لئے اسے بصیرت عطا کی، وہ انسانوں کو سرکشی اور تمرد کے عصیان سے نکالنے کے لئے شہنشاہ ارض و سما کے آگے سربسجود تھا، پس رب الافواج نے اس کے سر کو الفت و یگانگت کے ہاتھوں سے اٹھایا اور زمینوں اور آسمانوں میں سربلندی دی تاکہ اس کی روح اس کے کلام کی حامل ہو اور اس کے

منہ سے خدا کی آواز نکلے۔

سعادت بشری کا یہ پاک پیغام، جس کی تبلیغ نبی اُمّی کے سپرد ہوئی، وحی الٰہی کا یہ فتح باب جو غار حرا کے عزلت گزیں پر ہوا، خدا کا یہ مقدس کلام جو بلسان عربی مبین کے منہ میں ڈالا گیا، سب سے پہلے جس رات میں اس کا ظہور ہوا وہ "لیلۃ القدر" تھی اور لیلۃ القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک تھا:

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور جو انسانوں کے لئے سرتاپا ہدایت ہے اور جس کی تعلیم ہدایت و تمیز اور حق و باطل کی نشانی ہے۔"

قرآن حکیم، فرقان حمید، نور و کتاب مبین، بصائر للناس، ھدی و موعظۃ للمتقین، شفاء لما فی الصدور" نے نازل ہوتے ہی تاریخ عالم کا صفحہ الٹ دیا اور کشور انسانیت کی از سر نو تعمیر شروع کی، وہ تمام تاریکیاں جنہوں نے نور سعادت سے دنیا کو محروم کر دیا تھا اور عالم ارضی یکسر شب تاریک ہو رہا تھا، اس آفتاب ہدایت کے طلوع ہوتے ہی نابود ہو گئیں اور ظلمت و تاریکی کی جگہ نور اور روشنی کا عہد رحمت شروع ہوا اس نے کفر کے طوق سے انسانوں کو نجات دلائی، انسانی غلامی و استبداد کی زنجیروں سے انہیں رہا کیا، نیکیوں کا ایک لشکر ترتیب دیا، جس نے صدیوں کی پھیلی ہوئی بدیوں اور جمی ہوئی گمراہیوں کو شکست دی اور خدا کی بندگی اور پرستش کی ایک ایسی بادشاہت قائم کر دی جس کے آگے دنیا کی تمام ماسوا اللہ طاقتیں سرنگوں ہو گئیں۔

"بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح روشن کتاب آئی، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان لوگوں پر سلامتی کی راہیں کھول دیتا ہے جو اس کی رضا کی متابعت کرتے ہیں وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کرتا ہے۔"

پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اس سعادت انسانیت اور ہدایت امم کے ظہور کی یادگار ہے، جس کا دروازہ قرآن حکیم کے نزول سے دنیا پر کھلا اور خدا اور اس کے بندوں میں ہجر و حرمان کی جگہ وصل و محبت کے راز و نیاز شروع ہوئے۔ یہی مہینہ ہے جو اس آسمان کی سب سے بڑی برکت کے نزول کا ذریعہ بنا اور یہی مہینہ ہے جو اپنے ساتھ زمین کی سب سے بڑی سعادت لایا، اسی موسم میں خدا کی رحمتوں کی پہلے پہل بارش ہوئی اور اسی عہد میں دنیا کی وہ سب سے بڑی خشک سالی ختم ہوئی جو صدیوں سے کائنات روح و قلب پر چھائی ہوئی تھی، ہدایتوں کے فرشتے اسی میں اترے، سعادت کے قدوسی اسی میں زمین پر پھیلے، خدا نے سب سے پہلے اسی مہینے میں بندوں کو پیار کیا اور بندوں نے بھی سب سے پہلے اسی ماہ میں اس کی محبت کا جام پیا، یہ پاکی اور بزرگی کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا اور عظمت و شرف کا عہد مقدس تھا کہ خدا کا کلام اس کے بندوں پر نازل ہوا۔

پس جبکہ دنیا طرح طرح کی مادی یادگاروں کو منانا چاہتی تھی تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس روحانی انقلاب کی یادگار کے امانت دار بنیں اور جس ماہ مبارک کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے خداوند نے قبول کر لیا ہے اس کی قبولیت سے انکار نہ کریں، دنیا خون ریزیوں کی یادگار مناتی ہے لیکن یہ سچے امن اور حقیقی رحمت کی یادگار ہے دنیا لڑائیوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے، یہ صلح و امنیت کے دور کی یادگار ہے، دنیا نے تخت نشینوں کو سب سے بڑا سمجھ کر یاد رکھنا چاہا مگر یاد نہ رکھ سکی، خدا تعالیٰ نے بتلایا کہ سب سے بڑا انسان ایک غار نشین تھا جس کی یادگار زندہ رکھی گئی اور ہمیشہ زندہ رہی، دنیا نے ملکوں کی فتح اور زمینوں کی تسخیر کو بڑا واقعہ سمجھا اور اس کی یاد میں خوشیاں منائیں مگر ہمیں تعلیم دی گئی کہ دلوں کی فتح اور روحوں کی تسخیر ہی سب سے بڑی بات ہے اور اسی کی یادگار منانی چاہئے۔

"اور ہم نے تیرے ذکر کو رفعت اور بقائے دوام عطا فرمایا۔"

اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے قدوسوں اور محبوبوں کے کسی فعل کو ضائع نہیں کرتا اور اسے مثل ایک مظہر فطرت کے دنیا میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیتا ہے، حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں چنیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اس قربان گاہ کا طواف کیا خدا کو اپنے دوستوں کی یہ ادائیں کچھ اس طرح بھا گئیں کہ اس موقع کی ہر حرکت کو ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا اور اس کی یادگار منانا تمام پیروان دین حنیفی پر فرض کر دیا، ہر سال جب حج کا موسم آتا ہے تو لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ خلیل اللہ جلوہ نما ہوتا ہے اور ان میں سے ہر متنفس وہ سب کچھ کرتا ہے جو ایسے کئی ہزار سال پہلے خدا کے دو دوستوں نے وہاں کیا تھا، یہی معنی ہیں اس بیان الٰہی کے کہ:

"ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی ذریت جسمانی و روحانی کو اپنی رحمت میں سے بڑا حصہ دیا اور وہ یہ تھا کہ ان کا ایک اعلیٰ واشرف ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔"

یہ تو اسوۂ ابراہیمی کی یادگار تھی، لیکن جب وہ آیا جس کے لئے خود ابراہیم خلیل اللہؑ نے خداوند کے حضور التجا کی تھی:

"اے پروردگار! میری ذریت میں ایک ایسا رسول بھیج جو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور دلوں اور روحوں کا تزکیہ کر دے، بے شک تو ہی عزیز و حکیم ہے۔"

تو دنیا کے لئے ''اسوۂ محمدیؐ'' کی حقیقۃ الحقائق اعلیٰ نمودار ہوئی اور ہدایت وسعادت کی اور تمام حقیقتیں بے اثر ہوگئیں، اس اسوہ عظیمہ کا سب سے پہلا منظر وہ عالم ملکوتی کا استغراق واستہلاک تھا جب کہ صاحب فرقان نے انسانوں کو ترک کر کے خدا کی صحبت اختیار کرلی تھی اور دنیا کے بنائے ہوئے گھروں کو چھوڑ کر غار حرا کے غیر مصنوع حجرے میں عزلت گزین ہوگیا تھا وہ اس عالم میں متصل بھوکا پیاسا رہتا تھا اور پوری پوری راتیں جمال الٰہی کے نظارے میں بسر کردیتا تھا تاآنکہ اس تنگ وتاریک غار کی اندھیاری میں طلیعۂ قرآنی کا نور بے کیف طلوع ہوا اور مشرقستان الوہیت سے نکل کر اس کے قلب مقدس میں غروب ہوگیا:

''تمام حمد وثنا اس خدا کے لئے جس
نے فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ وہ
دنیا جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔''

پس جس طرح خدا تعالیٰ نے دین حنفی کے اولین داعی کے اسوہ کو حیات دائمی بخشی تھی اسی طرح اس آخری متمم ومکمل وجوہ کے اسوۂ حسنہ کو بھی ہمیشہ کے لئے قائم کردیا۔

''بے شک تمہارے لئے رسول
اللہ ﷺ کے اعمال حیات میں ارتقائے
انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ رکھا گیا ہے۔''

وہ بھوکا پیاسا رہتا تھا، پس تمام مومنوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی ان ایام میں بھوکے پیاسے رہو تاکہ ان برکتوں اور رحمتوں میں سے حصہ پاؤ جو نزول قرآنی کے ایام اللہ کے لئے مخصوص تھیں وہ اپنا گھربار چھوڑ کر ایک تنہا گوشے میں خلوت نشین تھا، پس ایسا ہوا کہ ہزاروں مومن وقانت روحیں ماہ مقدس میں اعتکاف کیلئے مسجد نشین ہونے لگیں اور اس طرح غار حرا کے اعتکاف کی یاد ہر سال تازہ ہونے لگی، وہ راتوں کو حضور الٰہی میں مشغول عبادت رہتا تھا پس پیروان اسوۂ محمدیہؐ ومتبعان سنت احمدیہ بھی رمضان المبارک کی راتوں میں قیام لیل کرنے لگے اور تلاوت وسماعت قرآنی کے وسیلہ سے وہ تمام برکتیں ڈھونڈنے لگے جو اس ماہ مبارک کو اس کے نزول وصعود سے حاصل ہیں۔

''پس تم میں سے جو اس مہینے کو
پائے، اسے چاہئے کہ روزے رکھے۔''

جس طرح اسوۂ ابراہیمی کی یادگار حج کو فرض کرکے قائم رکھی گئی اور لاکھوں انسانوں کو اسوۂ ابراہیمی کا پیکر بنایا گیا اسی طرح اسوۂ محمدی کی بھی یہ یادگار ہے جو ماہ رمضان کی صورت میں قائم رکھی گئی اور جو تیرہ سو برس کے گزر جانے کے بعد بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔

خدا کی قائم کی ہوئی یادگاریں کاغذوں، اینٹ اور پتھر کی دیواروں اور فانی زبانوں کی روایتوں میں باقی نہیں رکھی جاتیں کہ یہ انسانوں کے کام ہیں وہ اپنے جس بندے کو بقائے دوام کے لئے چن لیتا ہے اس کی یادگار کو مجمع انسانیت کے سپرد کردیتا ہے اور نوع بشری اس کی حامل بن جاتی ہے، پس نہ تو وہ مٹ سکتی ہے اور نہ کوئی اسے مٹا سکتا ہے، آج بھی کروڑوں انسان کرۂ ارض پر موجود ہیں جو ماہ مقدس کے آتے ہی اپنی زندگی کو یکسر بدل دیتے ہیں اور اس یادگار عظیم وقدوس کو اس طرح اپنے جسم ودل پر طاری کرلیتے ہیں کہ اسوۂ محمدی کی روحانیت کبریٰ کروڑوں روحوں کے اندر سے ''انا لحی بالحی الذی لایموت'' (میں زندہ وباقی ذات میں فنا ہو کر خود بھی ہمیشہ کے لئے باقی وزندہ ہوگیا ہوں) کی صدائے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم وعلیان ہوتی ہے پھر کیسی مقدس واقدس تھی وہ بھوک جس ایک بھوک کی یاد میں خدا نے اپنے لاتعدولاتحصی بندوں کو بھوکا رکھا اور کیسی پاک وبزرگ تھی وہ ذات جس کی حیات طیبہ کا کوئی فعل گمنامی کے لئے نہیں چھوڑا گیا، پس اے پیروان دین حنفی وراے وابستگان اسوۂ محمدی آؤ کہ نزول ہدایت وسعادت کے اس انقلاب عظیم کی یادگار منائیں، جس طرح صاحب قرآن اس ذات حی وقیوم میں فنا ہوگیا تھا ہم بھی اس کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں اپنے تئیں فنا کردیں، کیونکہ محض جسم کی بھوک اور پیاس سے وہ حقیقت ہم پر طاری نہیں ہوسکتی جب تک کہ روح اور دل پر بھی جسم کی طرح روزہ طاری نہ ہوجائے۔

☆☆..........☆☆

غصے کو پینے والے!

حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک مکان کرائے پر لیا، آپ کے ہمسایہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا، آپ کے گھر کے بالکل سامنے اس کے گھر کا دروازہ تھا، اس نے وہاں بیت الخلاء بنالیا اور غلاظت آپ کے گھر میں پھینکتا اور آپ کے گھر کو ناپاک کرنا شروع کردیا۔ ایک مدت تک اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت مالکؒ نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی کسی سے شکایت کی۔ ایک دن وہ یہودی کہنے لگا کہ آپ کو اس نجاست سے غصہ نہیں آتا؟ آپؒ نے فرمایا: میں نے ایک تغار اور جھاڑو بنالی ہے اس سے گندگی کو صاف کرکے دھو لیتا ہوں، یہودی نے کہا: آپ یہ تکلیف کس لئے برداشت کرتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی حکم ہے اور پھر آیت تلاوت کی، جس کا ترجمہ تھا: ''(نیک لوگ وہ ہیں) جو غصہ کو پینے والے ہیں۔'' یہ سن کر یہودی بہت متاثر ہوا اور فوراً مسلمان ہوگیا۔

مرسلہ: ابوعمیرہ، کراچی

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

عیدالفطر خوشیوں اور مسرتوں کا دن

ہر قوم کی کوئی نہ کوئی عید یا تہوار ہوتا ہے، عیسائیوں کی عید کا دن کرسمس ہے اور یہودیوں کی عید کا دن وہ ہے، جس دن ان کو فرعون سے آزادی ملی، اس دن کو انہوں نے عید کا دن بنالیا، ہندوؤں میں ہولی، دیوالی، آتش پرست اور مجوسیوں کی عید نو روز اور مہرجان ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دو عیدیں (عید الفطر اور عیدالاضحی) عنایت فرمائی ہیں، جن کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان لکل قوم عیداً وھذا عیدنا" (متفق علیہ)

ترجمہ: "ہر قوم کے لئے عید (کا دن) ہے اور یہ ہماری عید ہے۔"

ان دونوں عیدوں میں اللہ تعالیٰ نے خاص عنایات اور انعامات رکھے ہیں، جن کی برکت سے مسلمانوں کو خاص خوشی نصیب ہوتی ہے، ان دونوں عیدوں میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حکم کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس لئے دوسری اقوام کی عیدوں اور تہواروں سے بالکل مختلف ہے۔

عیدالفطر رمضان کے روزوں کے حکم پورا کرنے کی خوشی میں ہے اور عیدالاضحی قربانی کا حکم پورا کرنے کی خوشی میں ہے، ان دونوں خوشیوں کے موقع پر بھی اللہ کا حکم نماز شکرانہ وصدقہ اور قربانی سے بجالایا جاتا ہے نہ کہ غیر مسلموں کی طرح کہ وہ اپنی عید (تہوار) کی خوشی میں شرابیں پیتے ہیں، عیاشیاں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرکے اس کے غضب کو دعوت دیتے ہیں، جبکہ مسلمان نماز شکرانہ (نماز عید) کا دوگانہ ادا کرکے اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کے حقدار ٹھہرتے ہیں، جیسا کہ عید کے خطبہ میں امام اپنے مقتدیوں کو یاددہانی کرواتا ہے:

"فاعلموا ان یومکم ھذا یوم عید للہ علیکم فیہ عوائد الاحسان، ورجاء نیل الدرجات والعفو والغفران"

> عیدالفطر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور انعامات میں سے ایک خاص انعام ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کامیابی کی نوید سناتا ہے

ترجمہ: "اے لوگو! جان لو یہ دن تمہارا عید کا دن ہے جو اللہ کی طرف سے تم پر عنایت کیا گیا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا لوٹ کر آتا ہے اور بلندی درجات کی امید نیز درگزر اور مغفرت کی امید دلاتا ہے۔"

عید کے سلسلہ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"دنیا کی ہر قوم تہوار رکھتی ہے اور اپنی امکانی حد تک اسے شاندار طریقے سے مناتی ہے جیسے پارسیوں میں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ہیں، عیسائیوں میں کرسمس بڑا دن منایا جاتا ہے، ہندوؤں میں ہولی، دیوالی وغیرہ وغیرہ، تہوار آئے دن منائے جاتے ہیں، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحی) کے تہوار عنایت فرمائے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اقوام عالم میں تہوار اور عید کے معنی رنگ رلیاں منانے یا اپنی قومیت کے مستحکم کرنے یا کسی مقتدا شخصیت کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام میں عید اور تہوار کے معنی اجتماعی طور پر خدا کو یاد کرنے، اس کی طرف رجوع کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کے نام پر غریبوں کی مدد کرنے کے ہیں، تاکہ اجتماعیت عامہ کا ظہور عادت اور عبادت دونوں میں ہوجائے۔" (خطبات حکیم الاسلام)

اقوام عالم اپنے اپنے تہوار اور عیدیں منا کر کسی خاص واقعہ یا کسی خاص شخصیت کے ساتھ عقیدت محبت کا اظہار کرکے اس کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرتی ہیں کہ آج کا دن ہمارے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مسلمان بھی اپنی عیدین (تہوار) کا دن مناکر اپنے مالک حقیقی اور احکم الحاکمین کی عظمت و رفعت کا اظہار کرنے کے لئے اپنی عبدیت اور بندگی

کے روپ میں ان دنوں (عیدین) کو مناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو انعامات اور احسانات کئے ہوئے ہیں ان کے شکرانہ میں تہوار مناتا ہے۔

عید کی وجہ تسمیہ

علماء نے عید کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "عید" دراصل عاد یعود سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے لوٹ کر آنا، چونکہ عید کے ذریعہ بندہ پر اللہ کی طرف سے احسانات اور انعامات عود (لوٹ کر) کر بار بار آتے ہیں، اس لئے اس کو عید کہا جاتا ہے۔

بعض علماء کے نزدیک عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ ہر سال یہ نئی خوشی لے کر آتی ہے، عیدالفطر کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی بھی نعمتوں پر پابندی لگائی ہوئی تھی، جن چیزوں کی ممانعت تھی دوبارہ ان نعمتوں کی خوشی لوٹ کر آجاتی ہے، پورا رمضان صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک جو جو پابندیاں (کھانے پینے کی) عائد تھیں عید الفطر کے ذریعے وہ تمام پابندیاں اور بندشیں کھول دی جاتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے، اس لئے اس کو عیدالفطر کہتے ہیں۔

عیدالفطر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور انعامات میں سے ایک خاص انعام ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کامیابی کی نوید سناتا ہے، جیسے فرمایا:

"قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلیٰ" (سورۃ الاعلیٰ)

ترجمہ: "بے شک کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنا تزکیہ کیا (گناہوں سے پاک ہوا) اور اپنے رب کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی۔"

دراصل یہ خوشخبری روزہ داروں کے لئے ہے، اس لئے کہ روزہ داروں نے اللہ کے حکم کو پورا کیا (روزہ کے ذریعے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کیا) روزہ رکھا، نمازیں پڑھیں اور اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان کئے رکھا، جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی نوید سنائی۔

عید کے دن کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عیدالفطر کا دن جب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں پر فرشتوں کے ساتھ فخر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"اے فرشتو! کیا بدلہ ہے اس شخص کا جس نے اپنے کام کو پورا کیا ہو؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان کو پورا پورا اجر وثواب دے دیا جائے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میرے بندوں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا ہے پھر مجھے پکارتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے نکلے (مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے) قسم ہے مجھے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنے کرم اور علوِ شان کی میں ان کی دعا کو ضرور قبول کروں گا، پس اپنے بندوں سے خطاب فرماتے ہیں کہ: لوٹ جاؤ تم تحقیق میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور تمہاری سیئات کو حسنات یعنی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندے بخشے بخشائے واپس لوٹتے ہیں۔" (بیہقی)

> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "عید اس کی نہیں ہے جو نئے کپڑے پہن لے عید تو اس کی ہے جو وعید (خوف) سے پناہ میں رہے

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں پر بیٹھ جاتے ہیں، پھر پکارتے ہیں: اے مسلمانو! چلو تم رب کریم کی طرف جو احسان کرتا ہے بھلائی کے ساتھ، پھر اس پر بہت ثواب دیتا ہے، یعنی خود ہی عبادت کی توفیق دیتا ہے پھر خود ہی ثواب عنایت فرماتا ہے، تم نے روزے رکھے اور رات کو قیام کیا یعنی تراویح پڑھی، پس تم انعام حاصل کرو، پھر جب تم نماز پڑھ چکتے ہو تو منادی پکارتا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ، بے شک تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے، پس لوٹو تم اپنے گھروں کو کامیاب ہو کر پس وہ یوم الجائزہ ہے اور اس دن کا نام آسمان میں یوم الجائزہ (بدلہ اور انعام کا دن) رکھا جاتا ہے۔" (جمع الفوائد)

حقیقی عید کس کی ہے؟

عید دراصل خوشی منانے کو کہتے ہیں، یعنی خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "عید اس کی نہیں ہے جو نئے کپڑے پہن لے عید تو اس کی ہے جو وعید (خوف) سے پناہ میں رہے۔"

آج کل ہم عید سمجھتے ہی اسی کو ہیں کہ اچھے کپڑے پہن لئے جائیں، نئے جوتے، نئی گھڑی اور نئی ٹوپی پہن لی جائے اور اپنے آپ کو خوشبو سے معطر کر لیا جائے، حقیقتاً عید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کا لباس نصیب ہو جائے، دنیا کی خوشبو جو نقلی خوشبو ہے کی بجائے جنت کی حقیقی خوشبو نصیب ہو جائے، دنیا کے نئے اور خوبصورت لباس کے ساتھ

ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کا لباس بھی نصیب ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے کہ ان سے کسی نے عید کے موقع پر عید کی خوشی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

"ہماری عید تو اس دن ہوگی جس دن
دنیا سے ایمان سلامت لے کر جائیں گے اور
اصل عید تو اس دن ہوگی جب نامۂ اعمال
داہنے ہاتھ میں لے کر پل صراط سے گزر کر
جنت میں پہنچ جائیں گے۔"

عید کے دن کی سنتیں

علماء و فقہاء نے عید کے دن کی بارہ سنتیں ذکر فرمائی ہیں:

۱:.....شرع کے موافق آرائش کرنا۔
۲:.....غسل کرنا۔
۳:.....مسواک کرنا۔
۴:.....نئے عمدہ یا جو کپڑے پاس موجود ہوں پہننا۔
۵:.....خوشبو لگانا۔
۶:.....صبح سویرے اٹھنا۔
۷:.....عیدگاہ سویرے جانا۔
۸:.....عیدگاہ جانے سے پہلے عید الفطر کے دن کوئی شیرینی، میٹھی چیز کھانا۔
۹:.....عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔
۱۰:.....عید کی نماز کے لئے عیدگاہ میں جانا۔
۱۱:.....جس راستہ سے جائے اس کے علاوہ دوسرے راستہ سے آنا۔
۱۲:.....پیادہ چلنا اور تکبیریں: "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد" کہنا۔

☆☆......☆☆

صدقۃ الفطر صدقات واجبہ میں سے ہے، یعنی وہ صدقات جن کا ہر حال میں ادا کرنا ضروری ہے، اور یہ عید الفطر کے دن ادا کیا جاتا ہے، اس لئے اسے صدقۃ الفطر کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ادا کرنے کا حکم اور ترغیب دی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

مفتی محمد زکریا

صدقۂ فطر

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ فطر مقرر فرمایا کھجور ایک صاع، جو ایک صاع، غلام، آزاد مرد و عورت چھوٹے بڑے مسلمان پر، حکم فرمایا کہ نماز کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

صدقہ فطر ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے جو کہ صاحب نصاب ہو اور یہ کہ عید کی نماز سے پہلے دے دیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رمضان کے آخر میں فرمایا کرتے: اپنے روزوں کا صدقہ نکالو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقرر فرمایا ہے کھجور یا جو ایک صاع گندم نصف صاع، ہر آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے بڑے پر۔ (ابوداؤد، نسائی)

دوسری حدیث میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو مقرر فرمایا: "روزہ کو لغو اور بے ہودہ کام سے پاک کرنے والا اور مساکین کو کھلانے پلانے کے لئے۔" (ابوداؤد)

مذکور بالا حدیث شریف سے صدقہ فطر ادا کرنے کی ایک وجہ معلوم ہوئی، یعنی رمضان المبارک کے روزوں کی ادائیگی کا جو حق ایک مسلمان پر ہے وہ اسے صحیح معنوں میں ادا نہ کرسکا، اس کمی و کوتاہی کو دور کرنے کے لئے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ وہ اس نقصان کو پورا کردے۔

دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ عید چونکہ خوشی کا دن ہے اور اس اہم موقع پر، خوشی میں عام طور پر غریب محتاج کو بھلا دیا جاتا ہے، اس لئے صدقہ فطر مقرر فرمایا تاکہ محتاج اور حاجت مند کی ضرورت پوری ہو اور وہ بھی خوشی میں شریک ہو جائیں اور مسلمان ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوکر باہمی محبت و اخوت کا معاشرہ قائم کریں۔

صدقۃ الفطر کے مسائل

صدقۃ الفطر ہر ایسے مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے کہ جن کی ملکیت میں سونا، چاندی، مال تجارت یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا کوئی بھی سامان ضرورت سے زائد موجود ہو، مثلاً جہیز کا وہ سامان جو شادی کے لئے جمع کر رکھا ہو یا ایسا سامان جو استعمال میں نہ آتا ہو، (یاد رہے ٹی وی ضروریات میں سے نہیں) یہ سامان جس کی بھی ملکیت میں ہوگا وہ شخص صاحب نصاب کہلاتا ہے اور اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے اور ایسا شخص خود صاحب نصاب ہوتا ہے اس لئے ایسے شخص کو زکوٰۃ بھی نہیں

دی جاسکتی، کیونکہ ضرورت سے زائد سامان ہونے کی بنا پر شریعت اسے صاحب نصاب کہتی ہے۔

اسی طرح نابالغ بچہ اور بچی کی طرف سے بھی والد یا سرپرست کو صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر نابالغ بچہ یا بچی خود مال دار ہوں تو ان کے مال میں سے بھی صدقۂ فطر ادا کیا جاسکتا ہے، جو بچہ عید کی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقۂ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہو تو لازم نہیں۔

صدقۂ فطر عید کی نماز سے قبل ادا کرنا افضل و مستحب ہے اور نماز عید کے بعد بھی درست ہے بلکہ عید کے دن کے علاوہ بھی سال بھر میں کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے لیکن ادا کرنا ضروری ہے اور بلاوجہ تاخیر کرنا درست نہیں، عید سے پہلے رمضان المبارک میں بھی صدقۂ فطر ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا۔

صدقۂ فطر آدمی اپنا، اپنی بیوی اور اپنی نابالغ اولاد کا یا بالغ اولاد جو کہ اس کے پرورش میں ہو اپنی طرف سے ادا کردے تو ادا ہو جائے گا، ان کے علاوہ دوسرے عزیزوں مثلاً ماں، باپ، بہن، بھائی وغیرہ کا اگر دینا چاہے تو ان سے اجازت لینا ضروری ہے، بلا اجازت ان کی طرف سے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوگا۔

صدقۂ فطر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، لہٰذا صدقۂ فطر ہر ایسے شخص کو دیا جاسکتا ہے جس کو زکوٰۃ دینا صحیح ہو اور جس کو زکوٰۃ دینا درست نہ ہو اس کو صدقۂ فطر دینا بھی درست نہیں، اس کے علاوہ غیر مسلم ضرورت مند کو بھی صحیح قول کے مطابق صدقۂ فطر دیا جاسکتا ہے جبکہ افضل دین دار مسلمان کو دینا ہی ہے۔

صدقۂ فطر میں کشمش، کھجور، گندم، جَو، آٹا یا ان اشیاء کی قیمت دی جاسکتی ہے:

کشمش: ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو یا اس کی قیمت۔

کھجور: ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو درمیانے درجہ کی یا اس کی قیمت۔

جَو: ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو یا اس کی قیمت۔

گندم: نصف صاع تقریباً پونے دو کلو یا اس کی قیمت۔

آٹا: دو کلو یا اس کی قیمت۔

مندرجہ بالا اشیاء میں سے کسی بھی چیز یا اس کی قیمت دینے سے صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا اور افضل قیمت ادا کرنا ہے تاکہ ضرورت مند اپنی ضرورت پوری کرسکے۔ ☆......☆

انعم واصف

انعام کی رات اور انعام کا دن

چاند رات اور عید امت محمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا خصوصی تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ ان قیمتی ساعتوں سے فائدہ اٹھا کر کون میرا شکر بجالاتا اور مجھے راضی رکھتا ہے اور کون غفلت، بے فکری اور لاپروائی اختیار کرتا ہے؟

بندوں کا حال یہ ہے کہ ابھی شوال کا چاند نظر آیا اور یہ شیطان کا استقبال کرنے کو تیار ہوگئے۔ شیطان کے آزاد ہوتے ہی اسے یوں گلے لگاتے ہیں جیسے کب سے اس کے منتظر ہوں۔ بازار مزید بارونق ہوجاتے ہیں (شیطان کو بازاروں میں خواتین و حضرات کا یوں ساتھ ہونا نہال کردیتا ہے) گلیوں، محلوں اور گاڑیوں میں موسیقی اپنی آب و تاب کے ساتھ گونجنے لگتی ہے، سہیلیاں اکٹھی ہو کر سیر و سیاحت کا پروگرام بناتی ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سارا جہان شیطان کی آزادی کے جشن میں مدہوش ہو۔

ٹی وی پر ایک نگاہ ڈال لیں، بازاروں کا جائزہ لیں، لگتا ہی نہیں کہ یہ وہ بندے ہیں جنہوں نے ایک ماہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی خواہشات نفس سے منہ موڑے رکھا، جنہوں نے قیام اللیل کی عادت اپنائی اور جنہوں نے پورے ماہ عبادت و ریاضت کی مشق کی، آج یہی لوگ پوری پوری رات بازاروں، لایعنی گفتگو اور ٹی وی کی نذر کردیتے ہیں۔

لیلۃ الجائزہ

رمضان کی آخری رات (چاند رات) کو انعام کی رات کہا گیا ہے، اس رات کی قدر و قیمت کا احساس کیجئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رمضان کی آخری رات میری امت کی مغفرت ہوجاتی ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کیا یہی وہ لیلۃ القدر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! بلکہ مزدور کو اس کی مزدوری اس وقت دی جاتی ہے جب وہ اپنا کام مکمل کرلیتا ہے۔“ (مسند احمد)

یہ مغفرت ان کی ہوتی ہے جو رمضان کے عملی مطالبات پورے کرنے والے ہوں اور جو اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں، کتنے افسوس کی بات ہے کہ بادشاہ حقیقی، شہنشاہ عالم انعام دے رہا ہو اور مغفرت کا مژدہ سنائے اور بندہ اس خوبصورت

پکارے نابلد، اسی رب کی نافرمانی میں مصروف ہو اور اپنا اجر لینے کی کچھ فکر ہی نہ کرے!!!

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عام ہے جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

جس طرح امتحانوں کے زمانے میں طلبا ایک خاص کیفیت کے زیر اثر ہوتے ہیں: رات بھر جاگ کر تیاری کرنا، دلچسپیوں سے منہ موڑ لینا، ایک ایک لمحے کی قدر کرنا، کیونکہ کامیابی کا انحصار ہی اس پر ہے، اب ایک طالب علم پورا مہینہ امتحان کی زبردست تیاری کرے لیکن جب آخری پیپر رہ جائے تو کتابیں بند کرکے کھیل کود اور سیر و تفریح میں مصروف ہو جائے اور آخری پرچے پر توجہ ہی نہ دے تو اس کا پاس ہونا ممکن نہیں، صرف آخری پرچے کی غفلت اور لاپروائی اس کی پوری کارکردگی پر اثر انداز ہوگی۔

اسی طرح دوران رمضان بندے کو جس ڈسپلن کا پابند کیا گیا، اللہ اور قرآن سے خصوصی تعلق کے ذریعے اسے شیطان سے مقابلے کے لئے تیار کیا گیا، پورے سال کے لئے تقویٰ اور مسابقت الی الخیرات کی مشق کرائی گئی اور رمضان ختم ہوتے ہی وہ اس تربیتی کورس سے جان چھڑا کر ایسا بھاگا کہ محسوس ہی نہ ہوا کہ اسے کبھی کوئی مشق کروائی گئی تھی۔

لیلۃ الجائزہ کی مصروفیات

اس رات نوافل پڑھیں اور خصوصی دعائیں مانگیں، اپنے رشتہ داروں، عزیز و اقارب اور پوری امت مسلمہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں، نیکیوں پر استقامت اور رمضان کے اثرات سے فائدہ اٹھانے کے لئے رب کے آگے گڑگڑائیں، تہجد کا بھی خصوصی اہتمام کیجئے۔

عید کی خریداری کے لئے چاندرات کا انتظار نہ کیجئے۔ یہ تیاری پہلے سے کرکے رکھیے، اسی طرح ایک دوسرے کے ہاتھ پر مہندی سجانے کے لئے پوری رات ضائع نہ کیجئے بلکہ شام ہی کو لگالیں اور رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور اجر سمیٹنے میں صرف کیجئے، عید کے لئے گھروں کی صفائی ستھرائی اور پکوان تیار کرنے کا کام بھی آخری دن پر نہ رکھیں بلکہ پہلے سے شروع کردیجئے تاکہ تھکاوٹ آپ کی شب بیداری میں حائل نہ ہو۔

عید الفطر

عید اہل ایمان کے لئے ان کے رب کی طرف سے انعام کا دن ہے، اسے اسی طرح منائیں جیسے منانے کا حق ہے، یہ خیال رہے کہ کہیں شیطان لائیو شوز اور کنسرٹس میں الجھا کر ہمیں غافل نہ کردے، بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سارا سارا دن ٹی وی کے آگے بیٹھے رہنے کے علاوہ عید کا کوئی مقصد ہی نہیں۔ خبردار رہیے! شیطان اپنی ایک ماہ کی قید کا بدلہ نکالے گا، لہٰذا اپنا وقت، سرمایہ اور محنت ضائع نہ ہونے دیں۔

حضرت سعید بن اوس انصاریؓ سے روایت ہے: جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو خدا کے فرشتے تمام راستوں کے کنارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں:

”اے مسلمانو! رب کے پاس چلو جو بڑا کریم ہے اور جو نیکی اور بھلائی کی باتیں بتاتا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دیتا ہے، پھر اس پر بہت زیادہ انعام دیتا ہے، تمہیں اس کی طرف سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی، تم کو دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے رب کی اطاعت گزاری کی تو اب چلو اپنا انعام لے لو۔“

اور جب لوگ عید کی نماز پڑھ چکتے ہیں تو خدا کا ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ:

”اے لوگو! تمہارے رب نے تمہاری بخشش فرمادی، پس تم اپنے گھروں کو کامیاب و کامران لوٹو! یہ عید کا دن انعام کا دن ہے اور اس دن کو فرشتوں کی دنیا میں (آسمان پر) یوم الجائزہ یعنی انعام کا دن کہا جاتا ہے۔“ (ترغیب و ترہیب)

اللہ تعالیٰ ہمیں فرشتوں کی اس خوشخبری کا حق دار بنائے اور ہمیں ان بدنصیب لوگوں میں شامل نہ کرے جو اس زبردست موقع سے فائدہ اٹھانا نہ جانتے ہوں۔

آئیے اس بار چاندرات اور عید کا ایک نیا لطف پائیں، اپنے رب کی بے شمار رحمتوں اور مغفرت کے سائے میں۔

☆☆..........☆☆

بچوں سے محبت آمیز بے تکلفی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت بے تکلفی اور محبت سے پیش آتے۔ ایک مرتبہ حضرت انسؓ کو پکارا تو فرمایا: اے دو کانوں والے، کان تو ہر شخص کے دو ہوتے ہیں، مگر اس میں یہ نکتہ تھا کہ حضرت انسؓ نہایت اطاعت شعار تھے اور ہمہ وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ کے بھائی ابوعمیرؓ بچے تھے، انہوں نے ایک ممولا (کبوتر کے برابر ایک پرندہ ہے) پال رکھا تھا، وہ مرگیا تو ابوعمیرؓ اداس پھرتے تھے، حضور ﷺ کا گزر ہوتا تو فرماتے: اے ابوعمیر! تمہارے ممولے کو کیا ہوا؟

عبداللہ بن بشیر چھوٹے بچے تھے، ان کی والدہ نے ان کے ہاتھ حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ انگور ہدیہ بھجوائے، یہ صاحبزادے میاں، راستے ہی میں کھاگئے بعد میں معاملہ کھلا تو حضور ﷺ نے پیار سے عبداللہ کے دونوں کان پکڑ کر پیار سے فرمایا: او دھوکے باز، او دھوکے باز۔

مرسلہ: ابوفضیل احمد خان، کراچی

عید الفطر کیوں مناتے ہیں؟

مولانا محمد حسن

اسلام نے سال بھر میں عید کے صرف دو دن مقرر کئے ہیں: ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ۔ ان دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا گیا ہے جو ہر سال انجام پاتی ہیں، اس لئے ان عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دن آتے رہتے ہیں۔

عیدالفطر رمضان المبارک کی عبادات یعنی صوم وصلوٰۃ، تراویح واعتکاف کی انجام دہی کے بعد اظہارِ تشکر ومسرت کے طور پر منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان عبادت کی توفیق دی اور عیدالاضحیٰ اس وقت منائی جاتی ہے جب کہ مسلمانانِ عالمِ اسلام کی ایک عظیم الشان اجتماعی عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عبادات کے اختتام اور انجام پانے کی خوشی کوئی دنیوی خوشی نہیں ہے، جس کا اظہار دنیاوی رسم و رواج کے مطابق کرلیا جاتا۔ یہ ایک دینی خوشی ہے اور اس کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہی ہونا چاہئے تھا۔ اس لئے اس اظہارِ مسرت اور خوشی منانے کا اسلامی طریقہ یہ قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجالایا جائے اور بطورِ شکر عیدالفطر کے دن صدقۂ فطر ادا کیا جائے اور عیدالاضحیٰ کے دن بارگاہ خداوندی میں قربانی پیش کی جائے، اپنے خالق کی کبریائی اور عظمت و توحید کے گیت گاتے ہوئے عیدگاہ میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر سجدہ ریز ہوا جائے اور اس طرح اپنے مالک کی توفیق عنایات کا شکر ادا کیا جائے۔ اس اسلامی طریقے پر عید منانے کا طبعی اثر یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان اپنی مسرت وخوشی کے اظہار میں بے لگام نہ ہوں، وہ سرکش ہو کر نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑنے سے باز رہیں، دوسری قوموں کی طرح خوشی میں عیش ونشاط کی محفلیں آراستہ کرنے اور لذت وسرور میں بدمست ہو کر خدا فراموشی سے پرہیز و اجتناب کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ عید کا دن مسلمانوں کے لئے ہنود و یہود اور عیسائیوں جیسی غیر مسلم اقوامِ عالم کے قومی تہواروں کی طرح کا کوئی تہوار نہیں، نہ ہی یہ ایک دفعہ پیش آنے والے کسی تاریخی واقعے کی یادگار کے طور پر ہر سال منایا جاتا ہے۔ عموماً دوسری قوموں کے تہوار ایسے ہی تاریخی واقعات کی محض یادگار ہوتے ہیں مگر یہ دن مسلمانوں کی عبادت کے ہیں، ان کو منانے کے لئے خاص شان وصفت کی عبادت نماز کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس دن میں عمدہ لباس اور ظاہری زیبائش وآرائش کا مقصد بھی اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عیدگاہ میں پہنچ کر شکرانے کے طور پر عبادت کا ادا کرنا ہی ہوتا ہے، اس ساری زینت و آرائش کی غرض بھی ایک عبادت کی تکمیل اور اس کو عمدہ طریقے پر ادا کرنا ہی ہے۔ مگر افسوس کہ ہم دوسری قوموں کی نقالی میں رفتہ رفتہ عید کے اس اسلامی تصور اور اس کے حقیقی مقصد کو فراموش کرتے جارہے ہیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم نے عید کو ایک قومی تہوار، محض کھیل تماشے اور فلم بینی کا دن سمجھ لیا ہے، چنانچہ ہم بھی اس عبادت کو اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق منانے لگے ہیں، یہاں تک کہ بعض جگہ تو عبادت کے لئے عیدگاہ میں جاتے ہوئے لوگ ڈھول باجے لے جاتے ہیں اور اس کو اظہارِ خوشی کا جائز طریقہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ طریقہ بالکل غیر اسلامی اور روحِ عبادت کے خلاف ہے۔

دوسری قوموں کے تہواروں اور رسومات میں تو ایسے من مانے طریقے ہو سکتے ہیں مگر جس اسلامی عید کے منانے کا حکم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، اس عید میں کھیل تماشے اور ڈھول باجے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر غور وفکر سے کام لیا جائے تو عید کے اس اسلامی جشنِ مسرت میں قدم قدم پر احساس دلایا جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ عید کے دن سنت کے مطابق غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا، عیدگاہ کے راستہ میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کا اعلان اللہ اکبر کے ذریعے کرتے جانا پھر دوگانہ نماز میں عام نمازوں سے چھ مرتبہ زیادہ اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار کرنا، ہمارے لئے ایک تذکیر ہے۔ اظہارِ خوشی کے اس اسلامی طریقے پر عمل کرنے کے بعد کیا کسی ہوشمند انسان کے لئے یہ گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ عیش ونشاط اور کھیل تماشے کی مجلسوں میں شریک ہو اور خدا فراموشی کا مظاہرہ کرے۔

شریعتِ اسلامی نے اس عیدالفطر کو عبادت کے طور پر مقرر فرمایا ہے اور اس میں اظہارِ خوشی کا طریقہ بھی عبادت ہی کی صورت میں مقرر کیا ہے، اس لئے مسلمانوں کو عید الفطر کے متعلق اس کے خاص خاص احکامات وہدایات جاننے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

عیدالفطر کے احکام

☆...... عیدالفطر کی شب میں زیادہ عبادت کرنا مستحب ہے اور دن میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

☆ ...عید الفطر کے دن نماز عید کی دو رکعتوں کا بطور شکر ادا کرنا واجب ہے۔

☆......اگر عید جمعہ کے دن ہو تو جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں پڑھی جائیں گی۔

☆...... جمعہ کی نماز کے صحیح اور واجب ہونے کے لئے جو شرائط فقہ حنفی کی کتابوں میں لکھی ہیں، وہی سب شرائط عیدالفطر کی نماز کے لئے ضروری ہیں، البتہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ شرط ہے اور اس کا سننا واجب ہے جبکہ عید کی نماز کے بعد خطبہ سنت ہے، لیکن اس خطبے کا سننا بھی جمعہ کے خطبہ کی طرح ہی واجب ہے، خطبے کے وقت کلام وغیرہ سب حرام ہے۔

(درمختار)

☆...... چونکہ خطبے کے دوران خاموش بیٹھے رہنا واجب ہے، لہٰذا لوگ شور وغل مچاتے ہیں، وہ گناہگار ہوتے ہیں، اسی طرح جو لوگ خطبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، وہ بھی غلط کرتے ہیں، بعض لوگ خطبے کے دوران صف کا خیال نہیں رکھتے، حالانکہ صف اس وقت بھی باندھے رہنا چاہئے۔ (خطبات الاحکام)

☆......نماز جمعہ کی طرح عید کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے بھی شہر و قصبہ یا ایسے بڑے گاؤں کا ہونا شرط ہے جس میں کثرت سے دکانیں اور ضروریات زندگی کی تمام سہولتیں ہوں اور اس کی آبادی قصبے کے برابر ہو۔

تنبیہ: جو گاؤں اتنا بڑا نہ ہو کہ اس میں جمعہ یا عید کی نماز درست نہیں، اس لئے اس میں نماز عید ناجائز ہے اور جمعے کے دن نماز ظہر ادا کرنا لازم ہے، چونکہ ایسے گاؤں میں نماز عید نفلی نماز ہوگی اور نفلی نماز کا اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، نیز دن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے، اس وجہ سے ایسے گاؤں میں جمعہ یا عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار) ☆☆......

مولانا غلام رسول دین پوری

ایک یادگار سفر

آج ۲۷/شعبان ۱۴۲۹ھ بمطابق ۳۰/اگست ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ بعد از نماز فجر ختم نبوت کا ایک چھوٹا سا قافلہ حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم العالیہ کی زیر قیادت چناب نگر سے ملتان کی طرف عازم سفر ہوا، یہ قافلہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد (مبلغ ختم نبوت کراچی)، حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی (مبلغ ختم نبوت، چیچہ وطنی) راقم الحروف اور ڈرائیور ظفر علی پر مشتمل تھا اور قیادت حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم کی تھی، ابھی چنیوٹ سے نکلے ہی تھے کہ مولانا قاضی احسان احمد نے بندہ (غلام رسول) سے کہا: کیا آپ نے مولانا محمد نافع دامت برکاتہم کی زیارت کی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! کہنے لگے اچھا، کانفرنس کے موقع پر یاد دلانا آپ کو زیارت کرالائیں گے، میں نے کہا بہت اچھا! بات آئی گئی ہوگئی، چند لمحے بعد حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے کہا: یہاں قریب ہی حضرت مولانا محمد نافع دامت برکاتہم رہتے ہیں، کیا خیال ہے ان کی زیارت کرتے چلیں؟ اور حضرت والا کا نورانی چہرہ دیکھتے چلیں، سب ساتھیوں نے مارے خوشی کے کہا: حضرت ضرور چلیں، چنانچہ محمدی شریف پہنچے، حضرت کے دولت کدہ پر حاضری دی، نہایت ہی سادہ اور کچے مکان میں حضرت تشریف فرما "مسند اسحاق بن راھویہ" کے مطالعہ میں اتنا منہمک تھے شاید آج کا نوجوان فارغ البال بھی اس قدر انہماک کے ساتھ مطالعہ نہیں کرتا ہوگا، خیر! حضرت سے ناظم اعلیٰ صاحب نے مصافحہ کیا، پھر یکے بعد دیگرے سب ساتھیوں نے مصافحہ کی سعادت حاصل کی اور ارد گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے ترتیب وار سب ساتھیوں سے خیریت دریافت کی، پانی پلایا، حضرت پر تواضع، انکساری کا نہایت غلبہ تھا اور میرے دماغ میں شیخ سعدیؒ کا یہ شعر بار بار گردش کررہا تھا:

"نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں"

حضرت ناظم اعلیٰ صاحب سے مخاطب رہے، جماعت اور دفتر کے رفقاء کا حال دریافت فرماتے رہے، آخر میں ختم نبوت لائبریری کے لئے اپنی مطبوعات (رحماء بینھم، بنات اربعہ، سیرت امیر معاویہؓ، سیرت علی المرتضیٰؓ، حضرت ابوسفیانؓ اور ان کی اہلیہؓ، مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین، حدیث ثقلین، فوائد نافعہ) بطور ہدیہ عنایت فرمائیں اور حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے بھی کچھ ہدیہ بصورت نقدی پیش فرمایا، حضرت نے بخوشی قبول فرمایا پھر حضرت سے دعائیں لیتے ہوئے جھنگ کی طرف روانہ ہوئے، ناشتہ حضرت مولانا غلام حسین (مبلغ ختم نبوت جھنگ) کے ہاں تھا، جامعہ ابوبکر صدیقؓ میں جو مولانا غلام حسین کا مدرسہ بھی ہے اور دفتر بھی کچھ دیر قیام کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف روانہ ہوئے جہاں مولانا قاضی احسان احمد کا گھر ہے، وہاں قاضی صاحب کے والد گرامی جناب قاضی فیض احمد پہلے سے منتظر تھے، پر تکلف چائے کا انتظام کئے ہوئے تھے، حضرت ناظم اعلیٰ صاحب اور سب ساتھیوں نے چائے نوش فرمائی اور اجازت طلب کی، پھر نماز ظہر پیر محل میں حافظ محمد طالوت کی مسجد محمدیہ میں پڑھی اور پانی وغیرہ پیا، پھر ملتان کی طرف روانہ ہوئے، جب خانیوال کے قریب پہنچے تو حضرت ناظم اعلیٰ صاحب سے مولانا عبدالحکیم نعمانی نے عرض کیا کہ حاجی محمد یوسف صاحب قریب رہتے ہیں، ان سے ملتے چلیں؟ حضرت ناظم اعلیٰ نے بخوشی قبول فرمایا، نیازی چوک حاجی صاحب کے گھر کچھ دیر بیٹھے اور حاجی صاحب نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت پیر خورشید احمدؒ کے واقعات سنائے اور ہم سب کو محظوظ کیا، پھر وہاں سے روانہ ہو کر بعد از نماز عصر دفتر مرکزیہ ملتان پہنچے، اللہ تعالیٰ اس سفر کو اپنی رضا کے لئے قبول فرمائیں۔ آمین۔

اشتیاق احمد

مرزا کوزے میں بند

ایک شخص نے تحصیل داری کا امتحان دیا، وہ امتحان میں فیل ہوگیا، جو تحصیل داری کا امتحان پاس نہ کر سکا، اس نے نبوت کا دعویٰ کردیا، کیا اس سے بہتر وہ لوگ نہیں تھے جو اس سال تحصیل داری کے امتحان میں پاس ہوئے تھے؟

اس شخص کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا، اس کے بچپن کی باتیں کچھ یوں ہیں کہ چینی کے بُورے کی جگہ نمک جیب میں بھر لیتا تھا اور اسے پھانک بھی لیتا تھا، راکھ سے روٹی کھالیتا تھا، سرکنڈے کے چھلکے سے چڑیا ذبح کرتا تھا، مرغی ذبح کرنے لگتا تو چھری انگلی پر چلا دیتا تھا، گرمی میں گرم اور سردی میں سرد کپڑے پہنتا تھا، دائیں پیر کا جوتا بائیں میں اور بائیں کا دائیں میں پہنتا تھا، اس کی بیگم جوتوں پر نشان لگا کر دیتی تھی کہ یہ دائیں پیر کا ہے اور یہ بائیں کا، بیگم کی یہ تدبیر بھی بے کار جاتی تھی، جوتے پھر بھی الٹے ہی پہنتا تھا۔

مرزا کے پاس ایک گھڑی تھی، وہ اس کو رومال میں لپیٹ کر جیب میں رکھتا تھا، وقت دیکھنے کی ضرورت پیش آتی تو جیب سے نکال کر رومال ہٹاتا اور ہندسوں پر انگلی رکھ رکھ کر گنتا، مطلب یہ کہ اسے تو آنکھوں سے وقت دیکھنا بھی نہیں آتا تھا۔

مرزا کو کوئی مسجد کی صف میں لپیٹ کر صف کو کھڑا کر دیتا تو مرزا اس میں لپٹا رہ جاتا۔

مرزا کو شوگر کی بیماری تھی، لیکن میٹھا کھانے کا بھی شوقین تھا، گڑ کھاتا تھا، کبھی گڑ کی جگہ جیب میں مٹی کے ڈھیلے رکھ لیتا اور ڈھیلے بھی کھانے لگتا ہوگا۔

مرزا کو جرابیں پہننے کا بھی سلیقہ نہیں تھا، کبھی جراب آگے لٹکتی رہتی تو کبھی جراب کی ایڑی والی جگہ پیر کے اوپر والے حصے پر آجاتی۔

مرزا کو بٹن لگانے کا بھی سلیقہ نہیں تھا، نیچے کا بٹن اوپر والے کاج میں اور اوپر کا بٹن نچلے کاج میں لگا لیتا تھا۔

پانی بائیں ہاتھ سے پیتا تھا، کھانا چوکڑی مار کر کھاتا تھا۔

مرزا بیوی کو بے پردہ لے کر پھرتا تھا اور کہتا تھا: میں ”ایسے پردے کا قائل نہیں۔“

مرزا شیروانی کی جیب میں اینٹ لے کر سوجاتا تھا اور کئی دن تک مسلسل ایسا ہوا، اینٹ جیب میں رہی، لیکن اسے پتا نہ چلا کہ جیب میں کیا ہے... ایک خادم سے پسلیوں میں درد کی شکایت کی تو اس نے بتایا کہ جیب میں اینٹ ہے، یہاں ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ وہ شیروانی پہن کر سوتا تھا، سوتے وقت اس کو نکالتا نہیں تھا۔

مرزا کے سامنے اس کی خادمہ کپڑے اتار کر نہا لیتی تھی، کوئی اعتراض کرتا تو وہ کہتی: اسے کون سا کچھ نظر آتا ہے۔

مرزا سینما بھی دیکھ لیا کرتا تھا۔

مرزا تصویر بھی کھنچوا لیتا تھا۔

مرزا کے پاؤں سے اگر ایک جوتا نکل جاتا تھا تو اسے اس بات کا پتا تک نہیں چلتا تھا، جب تک کوئی بتا نہ دیتا... وہ ایک جوتے سے ہی چلتا رہتا تھا۔

مرزا کو مرگی کے دورے پڑتے تھے، وہ گر پڑتا تھا، جس سال مرزا کو دن میں دورے پڑتے، اس سال مرزا روزے نہیں رکھتا تھا، جو روزے اس طرح چھوٹ جاتے مرزا ان کو قضا بھی نہیں کرتا تھا۔

مرزا کو دردِ سر، دل، پیشاب کی بیماریاں تھیں بعض مرتبہ مرزا کو سو مرتبہ پیشاب آتا تھا، اس قدر پیشاب نے مرزا کو بیماریوں کا گھر بنا دیا تھا، ان بیماریوں کی وجہ سے مرزا نماز بھی بیٹھ کر پڑھتا تھا۔

مرزا کا حافظہ بہت کمزور تھا، کسی سے ملاقات ہوتی تو جلدی بھول جاتا تھا۔

مرزا کو مٹھائیاں کھانے کا بہت شوق تھا، وہ ہندو کے ہاتھ کی بنی ہوئی مٹھائیاں بھی کھالیتا تھا، نذر و نیاز کی مٹھائی بھی کھالیتا تھا، مرزا مسجد میں ٹہل ٹہل کر ایسی چیزیں کھاتا تھا، یعنی کھڑے ہوکر اور چل پھر کر کھاتا تھا۔

مرزا افیون بھی کھالیتا تھا۔

مرزا شراب کی بوتلیں بھی منگواتا تھا، ظاہر ہے کہ پینے کے لئے ہی منگواتا ہوگا۔

مرزا کے بقول: جب مرزا پر نماز کے دوران وحی نازل ہوتی تھی تو وہ نماز توڑ کر گھر کے اندر چلا جاتا تھا۔

مرزا گھر میں عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھاتا تھا، اس کی بیوی اس کے پیچھے صف میں

کھڑی نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کے ساتھ کھڑی ہوتی تھی۔

مرزا نے فارسی کی چند کتب بچپن میں ایک استاد سے پڑھیں، اس کا نام فضل الٰہی تھا، پھر ایک عربی جاننے والے کو استاد رکھا گیا اس کا نام فضل احمد تھا، مرزا کے ایک استاد کا نام گل علی شاہ تھا، یہ شیعہ تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا (نعوذ باللہ)۔

مرزا نے خود اپنے ان تین استادوں کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ کہتا تھا: کوئی یہ بات ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی سے ایک سبق بھی پڑھا ہو، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس نے کسی باقاعدہ ادارے سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔

مرزا دوست کے کہنے پر باپ کی پینشن کھا پی کر اڑا دیتا تھا۔

مرزا نے سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں معمولی تنخواہ پر ملازمت بھی کی، مرزا سات سال تک کچہری میں ملازمت کرتا رہا، اس کی تنخواہ ۱۵ روپے ماہوار تھی، سیالکوٹ کی ملازمت کے دوران مرزا عیسائیوں سے مناظرے کرنے لگا۔

مرزا کو لفظ نجات کا مطلب بھی نہیں آتا تھا۔

مرزا آریوں سے مناظرے کرتا تھا اور ان سے ہار جاتا تھا۔

مرزا ہندوؤں کو بھی دوست بنالیتا تھا، مرزا کے ایک ہندو دوست کا نام لالہ بھیم تھا، دونوں نے تحصیل داری کا امتحان دیا، مرزا فیل ہوگیا اور لالہ بھیم پاس ہوگیا۔

مرزا نے اپنی عمر کا بہت سا حصہ انگریزی عدالتوں میں جائیداد کے مقدمے لڑنے میں صرف کیا، گھنٹوں عدالتوں کے دھکے کھائے۔

بخاری کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

"ابن مریم حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔"

جب کہ مرزا انگریزوں سے انصاف مانگتا رہا۔

مرزا پر ایک دور ایسا بھی آیا جب وہ مالی الجھنوں کا شکار ہوگیا اور دولت مند بننے کے منصوبے بنانے لگا۔

۱۸۵۷ء میں مرزا کے باپ نے انگریزوں کی مدد کی، اس وقت مسلمان اور ہندو مل کر انگریزوں سے جنگ کر رہے تھے۔

مرزا نے ۱۸ سال تک انگریزوں کی خدمت کی، اس نے خود کو انگریز کا لگایا ہوا پودا کہا۔

مرزا نے ایک کتاب براہین احمدیہ پچاس جلدوں میں لکھنے کا اعلان کیا، اس کے لئے چندوں کی اپیلوں پر اپیلیں کیں، جب چاروں طرف سے روپیہ جمع ہوگیا تو کتاب کی صرف پانچ جلدیں شائع کیں اور اعلان کیا:

"پچاس اور پانچ میں صرف صفر ہی کا تو فرق ہے۔"

اس طرح پچاس جلدوں کا وعدہ پورا کیا، لوگوں کے پیسے ہڑپ کر گیا۔

مرزا نے سب سے پہلے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔

اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، پھر کہا: میں مسیح موعود نہیں ہوں، صرف مثیل مسیح ہوں، پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا، اس نے یہ بھی لکھا:

"میں آسمان سے اترا ہوں، ان فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔"

مرزا کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔

مرزا نے کہا: میں قوم کا مغل برلاس ہوں۔

میں معجون مرکب ہوں۔

خدا نے میرا نام بیت اللہ رکھا۔

میں حجر اسود ہوں۔

میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں سلیمان ہوں، میں یحییٰ ہوں، میں ظلی محمد اور احمد ہوں۔

میں فرشتہ ہوں، میکائیل ہوں، میں خدا کی مثل ہوں، میں خدا کا مظہر ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں، میں خدا کا باپ ہوں، میں خدا کی بیوی ہوں، میں خالق ہوں، میں خدا ہوں، میں رودر گوپال ہوں، میں کرشن ہوں، میں آریوں کا بادشاہ ہوں، میں امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں، میں کرم خاکی ہوں۔

اس نے اپنے کم وبیش ۹۹ نام لکھے ہیں۔

مرزا کو انگریزی میں بھی الہام ہوتے تھے۔

انگریزی الہام لانے والے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا۔

مرزا پتنگ بھی اڑالیتا تھا۔

مرزا نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ جنگل میں ہے اور اس کے اردگرد بہت سے درندے بندر اور سور ہیں، اس خواب سے یہ نتیجہ نکلا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

اس نے کتنا درست نتیجہ نکالا؟؟

مرزا نے لکھا: دنیا میں جتنے نبی گزرے، ان سب کے نام مجھے دیئے گئے، گویا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نام مرزا کو دیئے گئے۔

میں انہی الفاظ پر اس کوزے میں مرزا کو پھر سے بند کرتا ہوں... یہ کوزہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جھوٹی نبوت کے لئے مرزا سے بڑھ کر انگریز کو کوئی اور مل ہی نہیں سکتا تھا۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سالانہ ردِّ قادیانیت کورس چناب نگر

عمومی رپورٹ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد!

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق، فضل و احسان سے حسب سابق اس سال بھی ۶/شعبان سے ۲۶/شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ تک بیس روزہ سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے تحت مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوا۔

گزشتہ سالوں کی نسبت اس سال کورس کئی وجوہ سے زیادہ کامیاب رہا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو اللہ رب العزت نے وسعت اور قبولیت کے اعلیٰ درجہ سے سرفراز فرمایا ہے۔

☆...... اس سال ہفتہ کے روز تعلیم کا آغاز ہونا تھا، لیکن شرکاء بحمد و تعالیٰ جمعرات کو آنا شروع ہوگئے، جمعہ شام تک ایک سو سے زیادہ مہمان تشریف لا چکے تھے، ہفتہ کو ۸ بجے صبح حسب اعلان جب کلاس کا آغاز ہوا تو دو سو کے قریب حاضری ہوگئی تھی۔

☆...... اس سال ملک بھر کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے مدارس کے فضلا، مدرسین، طلبا، کالجز یونیورسٹیز کے اسٹوڈنٹس نے شرکت کی، تین سو چون حضرات نے داخلہ لیا، حسب سابق چوتھے روز داخلہ بند کردیا گیا اور بہت سارے حضرات سے معذرت کی گئی اور بعض حضرات کو بغیر داخلہ کے کلاس میں بیٹھنے کی اجازت دینی پڑی، چوتھے روز داخلہ اس لئے بند کردیا جاتا ہے تاکہ کلاس میں رفقا کی پہلے دنوں میں شمولیت کا معمول بنے اور اس طریقہ کار کے بہت اچھے نتائج وثمرات حاصل ہورہے ہیں، پہلے دن ہی بھرپور حاضری ہوجاتی ہے۔

☆...... اس سال داخلہ کے تمام امور کی ذمہ داری حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اپنے ذمہ لے رکھی، آپ کی معاونت مولانا سجاد الٰہی صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی، اور دفتر مرکزیہ کے ساتھی جناب عزیز الرحمن رحمانی نے کی۔

☆...... پہلے دن ۸ بجے کلاس کا آغاز حضرت مولانا سجاد الٰہی نے کیا، آپ نے غرض و غایت، ہدایات، فوائد وثمرات پر گفتگو فرمائی۔

☆...... ہر روز صبح سات بجے سے بارہ بجے دوپہر، ظہر تا عصر اور عشاء کے بعد پڑھائی جاری رہی، یومیہ اوسط پڑھائی آٹھ گھنٹے رہی۔

☆...... ہر روز دوبار حاضری لی جاتی رہی، حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ خطیب ومبلغ چناب نگر حاضری لیتے رہے۔

☆...... پہلے ہفتہ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: عقیدۂ ختم نبوت، مولانا مفتی محمد راشد مدنی: حیات مسیح علیہ السلام، مولانا غلام مرتضیٰ مدرس دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ نے ردعیسائیت پر لیکچر دیئے۔

دوسرے اور تیسرے ہفتہ مولانا غلام رسول دین پوری نے عقیدۂ ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کے مباحث کی تکمیل کرائی، مولانا پروفیسر مفتی حفیظ الرحمن صاحب مہتمم دارالعلوم ختم نبوت ٹنڈو آدم نے مرزا قادیانی کی پیشینگوئیاں اور کذب مرزا پر لیکچر دیئے اور نوٹس تیار کرائے۔

مولانا مفتی محمد انور رئیس شعبہ دعوت وارشاد خیر المدارس نے بائبل سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشینگوئیوں پر لیکچر دیئے۔

مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ مجلس بہاولنگر نے کذبات مرزا، اختلافات مرزا پر لیکچر دیئے۔

عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کے طریقہ کار پر مسلسل پونے چار گھنٹے لیکچر دیا۔ لاہور سے محترم محمد متین خالد نے تحفظ ناموس رسالت اور سرگودھا مجلس کے ناظم علی مولانا محمد رضوان نے فضائل ختم نبوت پر لیکچر دیئے۔

مولانا عبدالقدوس قارن استاذ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے حجت حدیث اور مولانا عبدالحق خان بشیر نے تحریک ختم نبوت کے مختلف ادوار پر لیکچر دیئے۔

الحاج اشتیاق احمد صاحب جھنگ ''روزنامہ اسلام کے میگزین بچوں کا اسلام'' کے مدیر نے مرزا قادیانی کے کذب پر خطاب کیا۔

مولانا عزیز الرحمن ثانی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے تاریخ تحفظ ختم نبوت پر لیکچر دیئے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی مجلس چیچہ وطنی وساہیوال

کے مبلغ نے مکالمہ بین المذاہب پر روشنی ڈالی۔

جامعہ مدنیہ جدید لاہور کے شیخ الحدیث اور استاذ الاساتذہ عارف باللہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے اسوۂ اکابر پر دو لیکچر دیئے۔

آخری لیکچر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا تقریب اختتام میں ہوا۔ (ان کے علاوہ بھی کوئی بزرگ تشریف لائے ہوں تو اس وقت یاد نہیں)

☆...... کورس کے پہلے روز ہی عشاء کے بعد کی تدریس کے عمل سے فراغت پر ’’تقریروں‘‘ کا سلسلہ شروع کیا گیا، جو آخری دن تک جاری رہا، اس کے لئے دس دس افراد پر جماعت قائم کی گئی، پینتیس جماعتوں کے بیک وقت مسجد کے ہال، برآمدہ، صحن، گیلری میں بیانات شروع ہوئے تو چاروں طرف سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حقانیت سے پورا ماحول بقعۂ نور بن جاتا۔ ابتدائی ہفتہ میں مولانا محمد راشد مدنی اور مولانا عزیز الرحمن ثانی تقریری مقابلوں کی نگرانی فرماتے رہے۔ اس کے بعد مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم رحمانی نے نگرانی کی، ہر کلاس سے ایک ایک اول درجے پر کامیاب خطیب کو لے کر پینتیس حضرات کے اجتماعی بیان ہوئے اول، دوم، سوم آنے والوں کو مجلس کی طرف سے انعام دیا گیا۔

☆...... کھانے کے نظام کی اول سے آخر تک نگرانی حضرت مولانا عبدالرشید غازی نے کی اور نگرانی کا حق ادا کردیا، پہلے ہفتہ مولانا محمد اسحق ساقی مبلغ بہاولپور، دوسرے ہفتہ مولانا محمد عارف مبلغ گوجرانوالہ مولانا عبدالستار مبلغ خوشاب نے آپ کی معاونت کی۔

☆...... ۲۴/ شعبان کو شرکاء کی کثیر تعداد کے باعث بجائے مسجد کے ہال کے دارالقرآن مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کے اسی، اسی فٹ لمبے تین ہالوں کو امتحان گاہ بنایا گیا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام مصطفی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عبدالحکیم نعمانی اور جوہر آباد تبلیغی مرکز کے مدرس آٹھ حضرات نے نگرانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

☆...... جوابی پرچے چیک کرنے، سندیں تیار کرنے کا کام بھی ان حضرات نے انجام دیا، اور یوں ۲۴،۲۵/ شعبان دو یوم کی محنت شاقہ سے ساڑھے تین سو سے زائد حضرات کا نتیجہ مرتب کرلیا گیا۔

☆...... چونسٹھ ہزار سے زائد نقد رقم فی طالب علم دو سو روپے کے حساب سے شرکاء میں تقسیم کی گئی اور تمام شرکاء کو پونے دو لاکھ روپے کی کتابیں پیش کی گئیں۔

☆...... ۲۶/ شعبان کو تقسیم اسناد کی تقریب قبل از جمعہ گیارہ بجے دن شروع ہوئی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے، قریباً ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے اختتامی درس دیا ایک بجے تقسیم اسناد و کتب کا عمل شروع ہوا۔

حضرت شیخ الحدیث عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی اپنی ضروری مصروفیت اور حضرت شیخ الحدیث مولانا فضل الرحیم نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان اپنی علالت کے باعث تشریف نہ لاسکے۔ امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی نمائندگی آپ کے صاحبزادہ مولانا خلیل احمد نے کی۔ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، صاحبزادہ خلیل احمد نے اپنے مبارک ہاتھوں شرکاء کو اسنادیں، مولانا سیف اللہ خالد ناظم جامعہ امدادیہ چنیوٹ، قاری عبدالحمید مہتمم جامعہ انوارالقرآن چنیوٹ، قاری محمد یوسف عثمان ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ، امام الاولیاء حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے خادم خاص اور خلیفہ مجاز جناب الحاج رضوان نفیس، قاری عبدالرحمن شاکر جھنگ، مولانا عبدالرشید انصاری فیصل آباد، ایڈیٹر ماہنامہ نور علیٰ نور، قاری عبدالرحمن سرگودھا، ملک خلیل احمد چنیوٹ، مولانا محمد ایوب سروری مرکزی رہنما جمعیۃ علماء پاکستان چنیوٹ اور دیگر حضرات نے کورس کے شرکاء کو مجلس کی کتابوں کے سیٹ اپنے ہاتھوں عنایت کئے۔ دو بجے مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی گئی اور یوں یہ مبارک تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

☆...... پورے کورس کے دوران انتہائی نظم و ضبط سے تعلیم جاری رہی، کبھی ایک منٹ بھی کلاس تاخیر کا شکار نہیں ہوئی اور نہ کوئی اختلاف رائے نہ شکوہ وشکایت کی صورت پیدا ہوئی۔ اتنا نورانی ماحول رہا جسے محض فضل ایزدی ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

☆...... الحمدللہ! مجلس کے فاضل مبلغین حضرات نے اتنی عمدگی سے اسے بخیر و خوبی نبھایا کہ اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، مرکزی ناظم اعلیٰ نے صرف آخری چوبیں گھنٹے عنایت فرمائے۔ فقیر راقم کو عملاً کورس کے انتظامات سے بالکل فارغ رکھا گیا۔ دوستوں نے جس عمدگی سے اسے کامیاب کیا وہ بہت ہی حوصلہ افزا ہے، اسے دیکھ کر توقع ہوئی کہ انشاء اللہ مجلس کے رفقاء کی نئی ٹیم اس کام کو باحسن و جوہ سنبھالنے کی مکمل اہلیت رکھتی ہے۔ فلحمد للہ علی ذالک۔

حق تعالیٰ شانہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ کورس کا ریکارڈ چناب نگر اور ملتان ہے۔ فقیر نے کراچی میں اپنی یادداشت سے اس رپورٹ کو مرتب کیا ہے کوئی سہو ہوگیا ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

محتاج دعا

فقیر اللہ وسایا

۵/ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ در کراچی دفتر

ابو عاصم

ہماری بے بسی آخر کب ختم ہوگی؟

دن کا وقت تھا، پامپی آئی کے عظیم الشان ایمفی تھیٹر میں بیس ہزار آدمی بیٹھے بھوکے درندوں کو زندہ انسانوں کے جسموں کو اپنے پنجوں اور دانتوں سے نوچتے جھنجوڑتے اور چیرتے پھاڑتے لائیو دیکھ رہے تھے، اس ظالمانہ لہو و لعب کی عین مشغولیت میں اچانک پہاڑ نے لاوا اگلنا شروع کردیا اور آسمان سے آگ کے شعلے اور انگارے برسنا شروع ہوئے، زمین میں زلزلہ آیا، جو جہاں کھڑا، لیٹا یا بیٹھا تھا، وہیں بے حس وحرکت ہوگیا، کچھ باہر نکل سکے تو گھپ اندھیرا تھا، جسم سے جسم ٹکرائے اور سر سے سر، کتنے یوں ہی ختم ہوگئے اور پوری بستی دنیا کے نقشے سے غائب ہوگئی۔

کئی صدیوں کے بعد انیسویں صدی کے وسط میں پتا چلا کہ شہر معدوم نہیں ہوا تھا بلکہ خاک اور راکھ میں دفن ہوگیا تھا، کھدائی شروع ہوئی اور یہ بستی عبرت کا نشان بنی جوں کی توں دریافت ہوئی، جو آدمی اس وقت جس حال میں تھا پتھرایا ہوا اسی حال میں نکلا۔

یہ تھی اللہ تعالیٰ کی لاٹھی جو ان بے کس و بے بس مظلوم انسانوں کو وحشی درندوں کے حوالے کرنے کی سزا میں گھومی تھی، جس نے کسی کو بھی نہ چھوڑا، نہ انہیں جنہوں نے ان بے بس انسانوں کو درندوں کے حوالے کیا تھا، نہ درندوں کو، نہ انہیں جو یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور نہ ہی انہیں جو اپنے عالی شان محلات میں اس ظلم کی طرف سے آنکھیں بند کئے عیش ونشاط اور لہو ولعب کی محفلیں سجائے دنیا و مافیہا سے بے خبر مدہوش پڑے تھے۔

کچھ یہی کھیل آج ساری دنیا میں کھیلا جا رہا ہے، فرق اتنا ہے کہ آج وحشی درندے امریکا اور نیٹو افواج ہیں اور ان درندوں کے سامنے نہتے مسلمانوں کو ڈالنے والے خود مسلمان۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس ظلم کی پاداش میں کوئی آفت ہم پر بھی نازل ہونے والی ہے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو ان کے تین معصوم بچوں سمیت امریکی درندوں کے حوالے کر دیا گیا، ان ہزاروں انسانوں کی طرح جنہیں ڈالر کے پجاریوں نے ڈالروں کے عوض بیچ ڈالا، ان کے لواحقین کو علم ہی نہیں کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ ڈاکٹر عافیہ سمیت ان سب لوگوں کی چیخیں بھی اسی طرح لرزا دینے والی ہوں گی، جیسے اس وقت وحشی بھوکے درندوں کے سامنے ڈالے جانے والے انسانوں کے حلق سے نکل رہی ہوں گی، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آسمان اور زمین میں چاروں طرف سے عافیہ اور سب بے قصور مسلمانوں کی چیخیں گونج رہی ہیں اور چشم تصور میں امریکی بھیڑیے انہیں چاروں طرف سے گھیرے نوچتے جھنجوڑتے دکھائی دے رہے ہیں، کیا ان چیخوں نے عرش الٰہی کو ہلا کر نہ رکھ دیا ہوگا؟ فرشتے ان کی بے بسی اور ہماری بے غیرتی پر روئے نہ ہوں گے؟ زمین نے اللہ تعالیٰ سے پھٹ جانے اور سب کو نگل جانے کی درخواست نہ کی ہوگی؟ ہواؤں نے ہمیں قوم عاد کی طرح تہس نہس کر دینے کی اجازت طلب نہ کی ہوگی؟ بادلوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد نہ کی ہوگی کہ اجازت ہو تو قوم نوح کی طرح انہیں غرق آب کردیں؟ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے نہ پوچھا ہوگا کہ اجازت ہو تو قوم لوط کی طرح ہمیں آسمان تک اٹھا کے نیچے پٹخیں، مگر رب کریم تو شاید اپنے حبیب کی امت کو کچھ مہلت اور دینا چاہتے ہیں کہ شاید ہم ہوش میں آجائیں، عقل استعمال کرنے لگیں، یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کی چیرہ دستیوں اور ان کی سازشوں کو پہچاننے لگیں، توبہ کی طرف راغب ہوں، آیت کریمہ کا ورد شروع کریں، ایمان و اعمال والی زندگی کی طرف پلٹ آئیں، عصبیت و نفاق کو کھرچ پھینکیں علماء کرام سے ناطے جوڑیں اور اپنے ساتھ ساتھ اپنے بیوی بچوں کو بھی ان اعمال کی طرف راغب کریں، مگر دور دور تک اس کے آثار نظر نہیں آرہے، ہم اسی طرح اپنے بیرونی آقاؤں کی دھن پر ناچ رہے ہیں، اسی طرح یہود و نصاریٰ کی نقش قدم پر چل رہے ہیں، دولت وطاقت کی ہوس، موت، آخرت و عاقبت سے بے پرواہ، مظلوموں کی آہوں سے بے بہرہ اپنے بڑے بڑے محلات میں عیش ونشاط اور راگ ورنگ کی محفلیں سجائے مدہوش پڑے ہیں۔

میں نہ کوئی عالم ہوں نہ ہی افسانہ نگار، ایک بے عمل مسلمان ہونے کے باوجود یہ سوچ سوچ کر جگر چھلنی ہو رہا ہے کہ ایک مسلمان ایٹمی ملک کے ایک مخصوص مقتدر ٹولے نے اپنے ہم وطن اور ہم مذہب اور وہ بھی عورت کو بغیر کسی ٹھوس ثبوت صرف ڈالروں کے لالچ میں امریکی وحشی درندوں کے حوالے کر دیا، لیکن یہ مسلمان ہیں ہی کہاں؟ یہ تو مسلمانوں کے

روپ میں وہ بھیڑیے ہیں جو پاکستان بننے کے بعد سے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ عافیہ اور ان کے بچوں کو ان درندوں کے حوالے کرنے سے ان کی جھولی میں چند ٹکے کیسے آ گئے؟ جن ججوں سے خطرہ تھا کہ وہ ڈالروں کی رسد میں رکاوٹ بن سکتے ہیں انہیں معزول کر دیا گیا تا کہ گمشدہ افراد کے اہل خانہ کو انصاف نہ مل سکے، وہ یہ بھول چکے کہ اصل منصف تو اوپر ان کے سب کرتوت دیکھ رہا ہے، ان بے بس انسانوں کی چیخیں، جامعہ حفصہ کی بے گناہ معصوم طالبات کی دم توڑنے سے پہلے نکلی ہوئی آہیں اور کراہیں، قرآن مجید کے جلے ہوئے اوراق، لال مسجد کی مسمار اینٹیں، علماء کرام کی تسلسل سے شہادتیں، بے قصور مسلمانوں کا دہشت گردی کا نشانہ بننا، کیا ہمیں پکار پکار کر نہیں کہہ رہیں کہ لاٹھی پھرنے والی ہے جو کسی کو بھی نہیں چھوڑے گی، نہ ان ظالم درندوں کو، نہ ان کو جو ان بے گناہوں کو فاسفورس بموں سے نشانہ بنا رہے ہیں اور بے قصوروں کو ڈالر کے عوض فروخت کر رہے ہیں اور نہ ہی دنیا بھر کے ہم جیسے بے حس اور بے غیرت مسلمانوں کو جن میں اپنی جیب اور پیٹ کے علاوہ کسی طرف دیکھنے کی فرصت ہی نہیں۔

افسوسناک بات تو یہ ہے کہ ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود ہم اس بات سے خائف ہیں کہ ہمیں پتھر کے زمانے میں نہ پہنچا دیا جائے ارے پتھر کے زمانے کا انسان بھوک سے خودکشی تو نہیں کرتا تھا، عورتیں اپنے لخت جگر تو فروخت نہیں کرتی تھیں، باپ اپنے جگر گوشوں کو بھوک سے بچانے کے لئے جان سے مارنے پر تو تیار نہیں ہوتا تھا، قبریں تو ہمارے لئے پہلے ہی تیار کی جا چکی ہیں، مسلمان مسلمان کو مار رہا ہے اور کسی مارنے والے کو نہیں معلوم کہ وہ کیوں مار رہا ہے اور مرنے والے کو نہیں معلوم کہ اسے کیوں مارا جا رہا ہے؟ اگر پتھر کے زمانے کے انسان کے لئے خونخوار درندے ہوتے تھے تو یہ ہمارے لئے درندوں سے کیا کچھ کم ہیں؟ ان مادہ پرستوں اور دولت کے پجاریوں کے لئے تو دنیا ہی سب کچھ ہے، مسلمانوں کو تو اپنی عاقبت، آخرت، قبر حشر کو پہلے دیکھنا چاہئے، کیا ہمارے مقتدر حلقوں میں مسلمان ختم ہو چکے ہیں؟ یا وہ بھی امریکی اور برطانوی حکمرانوں کی طرح کسی کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں، ہماری یہ بے بسی آخر کب ختم ہوگی؟؟

ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ آخر یہ مخصوص ٹولہ جو بقول جنرل حمید گل پاکستان کے دوسو کلیدی عہدوں پر قابض ہے اور اپنے برطانوی آقاؤں کی سرپرستی میں پاکستان کے خلاف مستقل سازشوں میں مصروف ہے، کہیں ۱۹۷۱ء کی طرح (خاکم بدہن) اس کے مزید ٹکڑے کر دینے کے درپے تو نہیں ہے؟ کیونکہ ملک کا دانشور طبقہ مسلسل اس خطرہ کی نشان دہی کر رہا ہے، مگر ہمارا حکمران طبقہ اس طرف سے آنکھیں بند کئے اقتدار کی جنگ لڑنے میں مشغول ہے، پاکستانی افواج کو سرحد کے قبائل اور بلوچستان میں اپنے ہی ہم وطنوں اور ہم مذہبوں سے لڑوانے اور ان کے درمیان نفرتیں پیدا کرنے کی اسی طرز پر سازشیں جاری ہیں، جس طرح ۱۹۷۱ء میں اس وقت کے مشرقی پاکستان میں حالات پیدا کئے گئے تھے اور نتیجہ بالآخر ہمارے سامنے آ گیا تھا۔

ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ انگریز جو ایک صدی پہلے جھوٹا نبی مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی شکل میں پیدا کر کے مسلمانوں کے درمیان ابہام پیدا کر سکتا ہے تو آج کے دور میں جھوٹے طالبان پیدا کرنا ان کے لئے کیا مشکل ہے، ورنہ کوئی مسلمان اپنے بے قصور مسلمان بھائیوں پر خودکش حملہ کیسے کر سکتا ہے جبکہ ہمارے تقریباً سارے علماء کرام اس طرح کے خودکش حملوں کو شریعت کے خلاف اور ناجائز فعل ہونے کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔

ابھی کچھ ہی دن پہلے خبر آئی تھی کہ کرزئی نے کئی ہزار فوجی ایک قبیلے کی مدد کے لئے پاکستان کے قبائلی علاقے میں داخل کئے ہیں، کیا اس کا مقصد قبائل میں بھائی چارہ قائم کرنا ہے؟ سوات اور قبائلی علاقوں میں جاری جنگ کی وجہ سے جو لاکھوں قبائلی ملک کے دیگر علاقوں میں پناہ کے لئے ہجرت کر رہے ہیں، ان میں کیا یہ دہشت گرد شامل نہیں ہو سکتے؟ جبکہ اطلاعات کے مطابق انہیں ہندوستان کی طرف سے باقاعدہ دہشت گردی کی ٹریننگ بھی دی جا رہی ہے۔ آخر ہم کب تک بے وقوف بنتے رہیں گے؟ ہماری عقلوں کے بھس پر تیل چھڑکا جا چکا ہے، بس ایک ماچس کی تیلی دکھانے کی دیر ہے، پھر دشمنوں کا مشن پورا ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا، کراچی میں پٹھانوں کے ہوٹلوں اور دکانوں پر حملے شروع ہو چکے ہیں، کراچی یونیورسٹی میں دو تنظیموں کے درمیان فائرنگ سے تین طلبا سمیت چار جاں بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے، حالات کشیدہ ہیں۔ بلوچستان میں اکبر بگٹی کی دوسری برسی کے موقع پر ہڑتال اور پہیہ جام، تین بچوں سمیت آٹھ افراد ہلاک ہو گئے اور ایک صحافی سمیت کئی افراد زخمی ہو گئے۔ مختلف علاقوں میں دو درجن کے قریب راکٹ داغے گئے، یہ ہیں آج کی تازہ خبریں۔

کیا یہ سب کام طالبان کے ہیں؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا ہماری عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں جو ہم معاملات کی تہہ تک نہیں پہنچ پاتے یا ہمیں آٹا، دال، چاول، پیٹرول، ڈیزل، بجلی، پانی کی مہنگائی میں اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ ہمیں کسی اور طرف غور کرنے کی فرصت ہی نہیں ہے؟

اب بھی وقت ہے کہ اگر ہمیں باقی ماندہ

پاکستان کو بچانا ہے تو اسی طرح بچانا پڑے گا جس طرح اسے حاصل کیا گیا تھا یعنی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، اپنی صفوں میں کالی بھیڑوں سے بچنا پڑے گا، عصبیت اور پارٹی بازی کے بھنور سے نکلنا ہوگا، ہمیں اپنی ایمانی قوت بڑھانے کی کوشش کرنا ہوگی اور اس کے لئے مندرجہ ذیل اعمال نفع بخش ثابت ہوسکتے ہیں:

☆......توبہ واستغفار کے ساتھ آیت کریمہ کا ورد کثرت سے کرنا چاہئے، نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔

☆......علماء کرام کی مجالس اختیار کرنا چاہئے، کسی بزرگ اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہئے اور ان کی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔

☆......اپنے بچوں پر کڑی نظر رکھنا چاہئے کہ کہیں وہ گمراہوں کی صحبت میں تو وقت نہیں گزار رہے ہیں، بلکہ انہیں بھی اپنے ساتھ علماء کرام کی مجالس میں لے جانا چاہئے، اپنے ساتھ اپنی بیوی، بچوں میں بھی موت، قبر، حشر، جنت دوزخ کے مذاکرے کرنے چاہئیں۔

☆......اللہ تعالیٰ سے رو رو کے امت کے حال پر رحم کی دعا مانگنا چاہئے۔

☆......اور سب سے اہم کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام ہر وقت ہر جگہ اور ہر حال میں فوری شروع کردینا چاہئے کہ جس کو چھوڑ کر آج ہم اس حال کو پہنچے ہیں۔

☆......زندگی کے ہر شعبہ میں سنت رسول کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے کہ اس کے بغیر رضائے الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔

☆......گھر میں دینی رسائل و جرائد منگوانا چاہئے تاکہ انہیں پڑھ کر بچوں میں صحیح اسلامی شعور پیدا ہوجائے۔

☆☆......☆☆

مکتوب ننگر پارکر

ضلع تھرپارکر......قادیانی اور عیسائی مشنریوں کی آماجگاہ

(رپورٹ: قاری احمد علی درس) ننگر پارکر ضلع تھرپارکر کی تحصیل ہے، پاکستان کے صوبے سندھ کے جنوب مشرق میں پاکستان اور بھارت کے بارڈر میں واقع ہے۔ ضلع تھرپارکر بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے سالہا سال سے معیشت کے لحاظ سے بہت پیچھے ہے، ننگر پارکر نہ صرف معاشی بلکہ تعلیمی لحاظ سے بھی قحط کا شکار ہے، لوگ جہالت کے عالم میں زندگیاں پوری کرلیتے ہیں، انہیں اپنی زندگی میں سہولت کے لئے ترقی کا احساس ہی نہیں ہوتا، انہوں نے اپنی زندگی گزارنے کا وہی فارمولا دیکھا ہے جو ان کے آباؤ اجداد صدیوں سے کرتے آئے، تعلیم کی طرف توجہ ہی نہیں، اس جہالت اور کسمپرسی کے عالم میں جی رہے ہیں، پانی کا مسئلہ تھرپارکر کے علاقے کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، جو جینے کے لئے سب سے اہم ہے، ہر سال کنویں خشک ہوجاتے ہیں، تو یہ لوگ بیراج ایریاز کا رخ کرتے ہیں، دوسرے سال یا تیسرے سال جب بارش ہو تو پھر واپس اپنے علاقوں میں آجاتے ہیں اس خانہ بدوشی کے عالم میں بچوں کی تعلیم سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہے، اکثر گاؤں میں اسکول ہی نہیں، اگر کہیں ہیں بھی تو وہاں ماسٹر نہیں، جہاں استاد ہیں وہاں سالہا سال کی اس خانہ بدوشی کے عالم میں بچوں کی غیر موجودگی سے تعلیم کا قحط دور نہیں ہوتا، علم نہیں تو شعور بھی نہیں، نسل در نسل سے اس طرز کی زندگی گزارنے والے سیدھے سادے پارکری بولنے والوں کو ۳۰، ۳۵ سالوں سے قادیانیوں اور عیسائیوں نے اپنی امدادی سرگرمیوں کی بنا پر اپنے آبائی اور اصلی مذہب سے ہٹا کر قادیانی وعیسائی بنانے کے مشن چلا رکھے ہیں، عیسائی مشنریاں اور قادیانی مشنریاں علی الاعلان اپنے مراکز کو بڑھا رہی ہیں۔

خصوصاً قادیانیوں نے کئی قسم کے پروگرام چلا کر مثلاً ہسپتال کے حوالے سے جگہ جگہ ڈاکٹر جو ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہوتے ہیں، ایک دو کمرے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں، آنے والے مریضوں کو دوائی کے ساتھ ساتھ قادیانیت کی خصوصاً تبلیغ کر کے ان کو قادیانی بناتے ہیں، پھر مراعات دیتے ہیں جہاں جہاں ان کے مبلغ ڈاکٹر کی حیثیت سے رہتے ہیں وہاں انہوں نے مرزاڑے بھی بنا رکھے ہیں، خصوصاً جمعہ کے دن ان مرزاڑوں میں لوگوں کو بلاتے ہیں، مرزائیت کی تبلیغ بھی ہوتی ہے اور عبادت بھی کرواتے ہیں، اکثر مبلغ ڈاکٹر پنجاب سے آئے ہوئے ہیں، جنہوں نے زیادہ بارڈر ایریاز کو ہی اپنے مشن کے لئے چنا ہے، شاید وہ لندن میں بیٹھے ہوئے اپنے آقاؤں کے لئے ایجنسی کا کام کرتے ہوں، انہیں انگریز کی غیر سرکاری ایجنسی بھی کہا جاسکتا ہے، ورنہ پارکر کے ان کے بارڈر کا کوئی گاؤں ان کے مرکز سے خالی نہیں کیا وجہ؟؟ مثلاً: ہباسر، سندھیوں کا وانڈیا، لاکڑ کھڈیہ، کاسبو، کونوا، پھولپورہ، ڈیڈوریہ، اوٹھ کیاریہ، یہ وہ گاؤں ہیں جو مکمل زیرو پوائنٹ پر ہیں، ان میں ان قادیانیوں کی طرف سے ڈاکٹر، ہسپتال کمرہ اور مرزاڑے بنے ہوئے ہیں۔ یہ مقامات وہ ہیں جن کو ہم نے (قاری احمد علی درس خادم مدرسہ الحق وخطیب مسجد سلمہ ننگر پارکر اور مولانا خان محمد جمالی مبلغ ختم نبوت تھرپارکر) نے خود جا کر دیکھا ہے، مرزاڑوں کی دیوار پر سامنے سے کلمہ طیبہ ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘

نمایاں لکھوا کر یا سنگ مرمر کا بنایا ہوا آگے لگوایا جاتا ہے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جماعت کے احباب کی محنتوں سے کچھ مقامات کو کلمہ کی اس توہین سے محفوظ کروایا گیا لیکن کئی اب بھی ایسے مقامات ہیں جو رہ گئے ہیں یا بعد میں بنے ہیں جن پر کلمے کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نعوذ باللہ مراد لیتے ہیں یعنی محمد رسول اللہ سے مراد نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، وہ سیدھے سادے ان پڑھ دیہاتی ان کے چکروں میں آ جاتے ہیں اور قادیانی بنتے ہیں، بھوک اور بدحالی کے ستائے ہوئے یہ لوگ قادیانیت اور عیسائیت کو اپنی صحت تعلیم اور معیشت کے لئے قبول کرتے ہیں۔

قادیانیوں اور عیسائیوں کے سب سے بڑے مراکز ننگر پارکر شہر میں ہیں، تھرپارکر ضلع کے ہیڈ کوارٹر مٹھی میں بھی ان کے سب سے بڑے مراکز ہیں، یہ شہروں کے مراکز سات آٹھ ایکڑوں پر مشتمل ہوتے ہیں، ان میں ہسپتال بھی ہوتے ہیں جس میں تقریباً ہر قسم کی سہولت حتیٰ کہ آپریشن بھی کئے جاتے ہیں، مختلف قسم کے ٹیسٹ کے ساتھ فری میڈیسن بھی دیتے ہیں، کبھی مہینے میں ایک یا دو بار مخصوص میڈیکل کیمپ کے عنوان سے بڑے بڑے ڈاکٹرز کو بلوایا جاتا ہے اور آئی کیمپ کے عنوان سے آپریشن بھی کئے جاتے ہیں، اس طرح لوگوں کی ہمدردیاں خریدتے ہیں تاکہ سماجی خدمات کے حوالے سے مقبولیت حاصل کریں اور لوگ ان کو اپنا مصلح اور خیرخواہ جانیں، جب اس فریب میں کامیاب ہوتے ہیں تو دوسرا وار اس طرح کرتے ہیں کہ دیکھو ہم لوگ اپنے لئے جہنم کیسے پسند کریں گے؟ دنیا میں کوئی بھی اپنے لئے تکلیف پسند نہیں کرتا تو آخرت کے بارے میں بھی کسی کی ایسی تکلیف والی رائے نہیں کہ مجھے وہاں عذاب ہو، پھر لوگوں کو اس طرح گمراہ کرتے ہیں کہ ہم نے بھی مرزا کو مانا ہے آپ بھی مرزا کو مانو گے تو آپ کی دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی بنے گی، جس طرح ہماری بنی ہے، پہلے ان لوگوں کو مذہبی حوالے سے ڈھیل دے دیتے ہیں، جو ان کی علاقائی یا پہلے والی مذہبی رسومات وغیرہ ہیں ان کو کرتے رہیں، آہستہ آہستہ ان کے بچے اپنے ہسپتال پروگرام کے تحت انگلش میڈیم اسکولز اور کمپیوٹرز کے ذریعے تعلیم پاتے ہیں جو شیخ کہلواتے ہیں پھر یہ پڑھے لکھے شیخ قادیانی ان کو مزید قادیانیت کے عقائد سمجھاتے ہیں پھر یہ عوام میں تبلیغ کرتے ہیں ان کو برا بھی نہیں لگتا جہالت کی وجہ سے اور سمجھانے والی ان کی اپنی اولاد ہی ہوتی ہے۔

☆☆.........☆☆

تحفظ ختم نبوت کنونشن وکورز پروگرام

اسلام آباد......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیر اہتمام ۷/ستمبر کو تحفظ ختم نبوت کنونشن منعقد کیا گیا جس میں علماء کرام اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ پروگرام میں مولانا رمضان علوی، مولانا محمد طیب، مولانا ظہور احمد علوی، قاری عزیز الرحمٰن، بھائی محمد یوسف اور دیگر معزز علماء کرام اور اہل علاقہ نے شرکت کی۔ ۷/ستمبر کے حوالہ سے مولانا محمد طیب اور مولانا رمضان علوی نے خطاب کیا۔ پروگرام کا دوسرا حصہ ختم نبوت کورز پروگرام تھا جس کا تحریری طور پر انتظام کیا گیا تھا۔ عنوانات عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذب مرزا مقرر کئے گئے۔ کم از کم دو صفحات پر مبنی مضمون تحریر کرنا لازمی تھا، قریباً سو کے قریب طلبا نے شرکت کی۔ اول پوزیشن میں آنے والے ایک طالب علم، دوم، سوم پر آنے والے تقریباً چھ طالب علم تھے جن کو مجلس کی طرف سے قومی تاریخی دستاویز، آئینہ قادیانیت، احتساب قادیانیت اور دیگر قیمتی انعامات دیئے گئے۔ حق تعالیٰ شانہ پروگرام کا انعقاد کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قبول فرمائے۔ آمین۔

نماز عید کی ترکیب

نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتدا میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے، پہلی رکعت میں سبحانک اللھم پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قرأت شروع کرے، باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرأت کے بعد امام کی اقتدا میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے، چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ (بہشتی گوہر)

ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبول ﷺ

نثار احمد خاں فتحی

چند اشعار جو لکھے ہیں پے نذر رسولؐ
عاقبت میری سنور جائے جو ہوجائے قبول

کیا قصیدہ پڑھوں ان کا وہ ہیں نبیوں کے نبی
ان کی توصیف کروں کیا وہ رسولوں کے رسول

لائے جبرئیل فرشتوں کی حفاظت میں کتاب
نفس و شیطاں کا نہیں جس میں ہوا کوئی دخول

کرسکا کوہ گراں بھی نہ تحمل جس کا
آپؐ کے قلب مبارک پہ ہوا اس کا نزول

آپؐ سے پہلے کے ادیان کی حالت یہ ہے
ہیں کتابیں جو محرف تو شریعت مجہول

آپ کا دین ہی وہ دین مبیں ہے جس میں
سب ہے محفوظ کتاب ہو کہ شریعت کے اصول

اب نبی کوئی نہ آئے گا ہدایت کے لئے
بس اسی ذات سے اب ہوگا ہدایت کا حصول

ہوگئی ختم نبوت، یہ یقیں ہے میرا
ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسولؐ مقبول

مشغلہ میرا ہے ناموس رسالتؐ کا دفاع
اے نبیؐ آپ کی توصیف ہے میرا معمول

ہوسکا مجھ سے تو میں وقت نزاع بھی ہردم
آپؐ کی مدح سرائی میں رہوں گا مشغول

آپؐ کی نظر عنایت کا ہے محتاج نثار
اس گناہگار پہ رکھئے گا توجہ مبذول

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰة، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت

کو دیجیے

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔